عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل

جلد نمبر ۹، شمارہ نمبر ۲۹

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

ایک مثالی حکمران

حضرت عمرؓ کی فتوحات دوسرے عالمی فاتحین کے برعکس ہیں لیکن مسلمانوں کی قابلِ صد فخر و نازش خصوصیت یہ ہے کہ فتوحات کی اس کثرت اور تنوع کے باوصف کہیں بھی قتلِ عام نہیں ہوا اسلامی فوجوں نے نہ تو کسی باغ کو آگ لگائی نہ شہر پناہ کی دیواروں پر لٹکائے نہ کھوپڑیوں کے مینار بنائے۔ مسلمانوں کی دیانتداری، راست بازی، عفت و عصمت، عادلانہ برتاؤ اور صاف ستھری زندگی دیکھ کر مفتوح قوم کے افراد ان کے اسقدر گرویدہ ہو جاتے تھے کہ باوجود اختلافِ مذہب کے ان کی سلطنت کا زوال نہیں چاہتے تھے، یرموک کے معرکہ میں جب مسلمان شام کے اضلاع سے نکلے تو تمام عیسائی رعایا نے پکارا کہ "خدا تم کو اس ملک میں دوبارہ لائے"۔

روسی ریاست ازبکستان میں مسلمانوں کا مستقبل

لندن پلانِ قادیان (نظم)

کیا موجودہ تباہ حال معاشرہ میں نظامِ مصطفےٰ ﷺ کا خواب پورا ہو سکتا ہے؟

مرزائے قادیانی اور اس کے بارہ نشان

مرزا غلام احمد قادیانی کا

مباہلہ اور

خدائی عدالت کا

فیصلہ

۱. مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب "انجام آتھم" میں علماء و مشائخ کو "مباہلہ" کے لیئے بلایا تھا۔

۲: چنانچہ مورخہ ۲۷ مئی ۱۸۹۳ء بمطابق ۱۰ ذیقعدہ ۱۳۱۰ھ کو مرزا غلام احمد قادیانی کا مولنا عبدالحق غزنوی سے امرتسر کی عیدگاہ میں مباہلہ ہوا۔

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۴۲۵)

۳: "مباہلہ کے معنی یہ ہیں کہ دونوں فریق اپنا مقدمہ بارگاہِ الٰہی میں پیش کریں اور دونوں فریق مل کر یہ دعا کریں کہ یا اللہ! ہم دونوں میں سے سچے اور جھوٹے کے درمیان فیصلہ فرما۔

۴: مرزا غلام احمد قادیانی کے ملفوظات میں ہے کہ مباہلہ کے بعد خدا تعالیٰ کا فیصلہ اس طرح ظاہر ہوتا ہے کہ مباہلہ کرنیوالوں سے جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہوجاتا ہے۔ (ملفوظات صفحہ ۴۴۰ ج ۹)

۵: مرزا غلام احمد قادیانی اور مولانا عبدالحق غزنوی کے مباہلہ کا فیصلہ اللہ تعالیٰ نے اس طرح فرمایا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو مولانا عبدالحق غزنوی کی زندگی میں انتقال کیا (حیات ناصر صفحہ ۱۴ مؤلفہ سسر مرزا قادیانی) اور مولانا عبدالحق غزنوی کا انتقال ۹ سال بعد ۱۶ مئی ۱۹۱۷ء کو ہوا۔ (رئیس قادیان جلد دوم صفحہ ۱۹۲) ۶: زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور مولانا عبدالحق غزنوی میں سے کون سچا تھا اور کون جھوٹا؟

مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں کا فرض ہے کہ وہ اس خدائی فیصلہ پر ایمان لائیں اور خدا تعالیٰ کی عدالت نے جس شخص کو جھوٹا قرار دیا ہے اس کو جھوٹا تسلیم کریں کیونکہ!

"یہودی لوگ جو موردِ لعنت ہو کر بندر اور سور ہو گئے تھے، ان کی نسبت بھی تو بعض تفسیروں میں لکھا ہے کہ وہ بظاہر انسان تھے لیکن ان کی باطنی حالت بندروں اور سوروں کی طرح ہو گئی تھی۔ اور حق کے قبول کرنے کی توفیق بکلی ان سے سلب ہو گئی تھی اور مسخ شدہ لوگوں کی یہی تو علامت ہے کہ حق کھل بھی جائے تو اس کو قبول نہیں کر سکتے۔" (مجموعہ اشتہارات، ج ۱، صفحہ ۲۹۱، مرزا غلام احمد قادیانی)

"دنیا میں سب جانداروں سے زیادہ پلید اور کراہت کے لائق خنزیر ہے۔ مگر خنزیر سے زیادہ پلید وہ لوگ ہیں جو اپنے نفسانی جوش کیلئے حق اور دیانت کی گواہی کو چھپاتے ہیں۔" (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۲۱، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

ہفت روزہ
ختم نبوت
انٹرنیشنل

۳ تا ۹ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۱ھ بمطابق ۲۱ تا ۲۷ دسمبر ۱۹۹۰ء | جلد نمبر ۹ | شمارہ نمبر ۲۹

مدیر مسئول عبدالرحمٰن باوا

اس شمارے میں

۱۔ مرزا قادیانی کا مباہلہ ———— ۲
۲۔ صحابہؓ نے ہماری رہبری کی (نظم) ———— ۴
۳۔ وزیر اعظم کے مسلمان ہونے کی شرط (اداریہ) ———— ۵
۴۔ اہل ایمان پر امت کا احسان ———— ۷
۵۔ اسلام امن و عافیت کا پیغام ———— ۱۰
۶۔ سرکار دو عالمؐ کا سفر طائف ———— ۱۱
۷۔ آپ کے مسائل اور ان کا حل ———— ۱۲
۸۔ روسی ریاست ازبکستان ———— ۱۴
۹۔ نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ———— ۱۵
۱۰۔ سیدنا فاروق اعظمؓ ———— ۱۸
۱۱۔ لندن چلاؤ قادیان (نظم) ———— ۲۰
۱۲۔ مرزا قادیانی کے بارہ نشان ———— ۲۱
۱۳۔ بزم ختم نبوت ———— ۲۳
۱۴۔ امرود ایک بہترین پھل ———— ۲۴
۱۵۔ تعارف و تبصرہ ———— ۲۶

پرنٹر و پبلشر: عبدالرحمٰن یعقوب باوا — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: ۱۳ بنوری ٹاؤن کراچی

سرپرست
شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت
مولانا مفتی احمد الرحمٰن | مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا ڈاکٹر احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر

سرکولیشن منیجر
محمد انور

رابطہ دفتر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ
کراچی ۷۴۴۰۰ پاکستان
فون نمبر ۷۸۱۱۹۷

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PH: 071-737-8199.

چندہ

سالانہ	۱۵۰ روپے
ششماہی	۷۵ روپے
سہ ماہی	۳۵ روپے
فی پرچہ	۳ روپے

چندہ
غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک
۴۵ ڈالر
چیک یا ڈرافٹ بنام "ویکلی ختم نبوت"
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۳۶۳ کراچی پاکستان
ارسال کریں

صحابہؓ نے ہماری رہبری کی

حضرت سرور میواتی مدظلہ، لاہور

بڑی ہے شان اصحابؓ نبی کی
ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ علیؓ کی

صحابہؓ سب تھے شیدائے نبوتؐ
ہمارے دل میں ہے الفت سبھی کی

محبت قلب میں جس کے نہیں ہے
ابوبکرؓ و عمرؓ عثمانؓ غنی کی

حقیقت ہے کہ اس دل میں نہیں ہے
ذرا بھی عزت و عظمت نبیؐ کی

وہ سب منزل پہ جا پہنچے سلامت
صحابہؓ کی جنھوں نے پیروی کی

صحابہؓ چرخ دیں کے ہیں ستارے
صحابہؓ نے ہماری رہبری کی

محمدؐ مصطفےٰ ختم الرسلؐ ہیں
ضرورت اب نہیں باقی نبی کی

نبی قادیاں جھوٹا نبی ہے
نہ مانو بات اس جھوٹے نبی کی

ہمیشہ جھوٹ ہی بکتا رہا ہے
نہ سچی بات ظالم نے کبھی کی

نہ نکلی پیش گوئی کوئی سچی
نہ قسمت نے ہی کوئی یاوری کی

”خلیفہ“ اسکے جتنے بھی ہوئے ہیں
رہے تبلیغ کرتے سب بدی کی

نہ مانی بات قرآن و نبیؐ کی
رہے کرتے ہمیشہ اپنے جی کی

ہوں سبائی خارجی یا قادیانی
نہ مانو بات ان میں سے کسی کی

ہے ان سب کا جہنم میں ٹھکانہ
جنھوں نے ان سے کوئی دوستی کی

رسولؐ ہاشمی کے بعد سرور!
نبوت چل نہیں سکتی کسی کی۔

کیا وزیر اعظم کے مسلمان ہونے کی شرط آئین سے حذف کر دی گئی ہے؟

جونیجو دورِ حکومت میں مبینہ طور پر یہ مسئلہ پیدا ہوا تھا کہ پاکستان کے وزیر اعظم کے لئے مسلمان ہونے کی شرط ختم کر دی گئی ہے جب یہ بات سامنے آئی تو ہفت روزہ ختم نبوت میں اس پر اداریہ تحریر کیا گیا تھا۔

لیکن نہ تو صدر ضیاء الحق مرحوم نے اور نہ ہی وزیر اعظم جونیجو معزول نے اس کی تردید کی اور نہ ہی حکومت کے کسی ترجمان کو اس کی وضاحت یا تردید کرنے کی توفیق نصیب ہوئی۔ جس سے شبہ پیدا ہوتا ہے کہ شاید ایسا ہو گیا ہو اور وزیر اعظم کے لئے مسلمان ہونے کی شرط ختم کر دی ہو۔

آپ کو یاد ہو گا کہ شناختی کارڈ کے فارموں میں ایک حلف نامہ شامل ہے جس میں واضح الفاظ میں درج ہے کہ میں مسلمان ہوں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتا ہوں اور مرزا قادیانی یا قادیانی جماعت جو خود کو احمدی کہلاتے ہیں خواہ ان کا تعلق ربوہ یا لاہوری گروپ سے ہو، ان سے کوئی تعلق نہیں ہے (مفہوم)

یہ حلف نامہ ایک سازش کے تحت حذف کر دیا گیا تھا جس کی اطلاع عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو ہوئی تو اس پر زبردست احتجاج کیا گیا۔ بالآخر وہ حلف نامہ اپنی اصل صورت میں پھر شامل اشاعت کرا لیا گیا۔

یہ یقیناً وزارت داخلہ میں موجود قادیانیوں کی سازش کے تحت ہی ہوا تھا اور قادیانی ایسی خفیہ سازشوں کے خوب ماہر ہیں۔ کیوں نہ ہوں آخر پیشے بھی تو مغربی استعمار کے ہیں۔ جیسے مغربی استعمار سازشوں اور خفیہ منصوبہ بندیوں سے اہل اسلام کے درپے آزار رہتا ہے اسی طرح قادیانی بھی انہیں کے نقش قدم پر سازشوں میں مصروف رہتے ہیں۔

اب اسلامی جمہوری اتحاد کی حکومت آئی ہے وزیروں وزراء کی جو کھیپ بھرتی کی گئی ہے وہ بھی مسلمان ہے اس لئے نئی حکومت پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ قوم کو یہ بتلائے کیا وزیر اعظم کے لئے مسلمان ہونے کی شرط حذف تو نہیں کر دی گئی!

ہمارے اس شبہ کو اس بات سے مزید تقویت ملتی ہے کہ جب صوبہ بلوچستان میں تشکیل حکومت کے لئے بات زیر غور تھی تو ایک طرف سے میر تاج محمد جمالی وزارت علیا کے امیدوار تھے دوسری طرف سے سردار اکبر بگٹی نے بجائے اپنے سردار سنت سنگھ کو جو کہ سکھ مذہب رکھتے ہیں اپنی جماعت جمہوری وطن پارٹی کی طرف سے امیدوار نامزد کیا تھا۔

ملک کا وزیر اعظم ہو یا صوبے کا وزیر اعلیٰ ہمارے خیال میں دونوں پر ایک ہی قانون لاگو ہوتا ہے اگر آئین میں یہ شرط ہے کہ پاکستان کا وزیر اعظم مسلمان ہو گا تو پھر کوئی غیر مسلم وزیر اعظم نہیں بن سکتا یہی مسئلہ وزیر اعلیٰ کے لئے بھی ہے۔

سردار اکبر بگٹی ایک سیاست دان ہیں ان کی پارٹی میں قانونی ماہرین بھی شامل ہوں گے ممکن ہے کہ ان کی جماعت کے قانونی ماہرین نے سردار بگٹی کو اس قانونی سقم سے آگاہ کر دیا ہو اور انہوں نے اس سقم سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک غیر مسلم سکھ کو وزارت علیا کے لئے نامزد کر دیا ہو۔

بہر حال بلوچستان کے مسئلہ کو سامنے رکھیں تو بھی دال میں کچھ کالا کالا نظر آتا ہے۔ اگر واقعی وزیر اعظم کے لئے مسلمان ہونے کی شرط جونیجو دور میں حذف کر دی گئی تھی تو موجودہ حکومت جو کہ اسلام کا نام لے کر اور اسلام کے نام پر ووٹ حاصل کر کے برسر اقتدار آئی ہے وہ وضاحت کرے کہ یہ شرط ختم نہیں ہوئی بلکہ بحال ہے۔

بالفرض ختم کر بھی دی گئی ہے تو اس کا بحال کرنا ضروری ہے اگر حکومت ایسا نہیں کرتی تو ہم سمجھتے ہیں کہ پیپلز پارٹی اور آئی جے آئی کی حکومت میں کوئی فرق نہیں ہے صرف چہرے بدلے ہیں یا صرف ایک خاتون وزیر اعظم کی بجائے ایک مرد وزیر اعظم بن گیا ہے جبکہ عوام کی تمنا یہ ہے کہ چہرے نہیں نظام کو بدلو۔

پاکستان لاکھوں مسلمانوں کی جانی و مالی قربانیوں سے اسلام اور صرف اسلام کے لئے معرض وجود میں آیا تھا اس لئے یہاں کا پورے کا پورا نظام اسلام کے مطابق ہونا چاہیئے۔

... اسلام کا نام لے کر جو اقتدار تک پہنچتے ہیں اور وہ اسلام نافذ نہیں کرتے تو وہ پکے منافق ہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا منافق وہ ہے جو وعدہ کرے تو پورا نہ ... اور صوبائی اسمبلیوں میں علماء حق کی مختصر سی تعداد کے علاوہ "اسلام پسندوں" کی اکثریت ہے ہم ان "اسلام پسندوں" سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ اسلام لائیں اور ملک بچائیں ... وزیر اعظم کی شرط کے بارے میں ہم نے جس خدشے کا اظہار کیا ہے اس مسئلہ کی بھی فوراً وضاحت کریں۔

ذیل میں ہفت روزہ ختم نبوت جلد ۸ شمارہ نمبر ۳۰ کا وہ اداریہ ملاحظہ کیجئے جو جنوری ۹۰ء میں اس موضوع پر تحریر کیا گیا تھا:۔

لیجئے! آئین پاکستان میں وزیر اعظم کے مسلمان ہونے کی شرط اڑ گئی۔ "اکبر نے آزمائی کیجئے اڑائی" اس کا جواب تو لیگ کی حکومت کے ذمہ ہے ہمیں تو اس وقت خبر ہوئی جب وفاقی وزیر عدل وانصاف اور پارلیمانی امور جناب وسیم سجاد کا بیان اور جماعت اسلامی کے جناب محمود اعظم فاروقی کا جوابی بیان اخبار میں چھپا۔ پہلے دونوں بیان ملاحظہ فرمائیے۔

(۱) جناب وسیم سجاد کا بیان:۔

"اسلام آباد ۲۴ دسمبر (نمائندہ جسارت) عدل وانصاف اور پارلیمانی امور کے وفاقی وزیر وسیم سجاد نے کہا ہے کہ موجودہ آئین کے تحت وزیر اعظم کے لئے مسلمان ہونا ضروری نہیں ہے اس لئے یہ ترمیم ہونی چاہئے۔ اور یہ ترمیم جو بھی جائے گی لیکن اس وقت ترمیم کی ضرورت محسوس نہیں ہو رہی۔ کیونکہ پاکستان میں یہ ناممکن ہے کہ کوئی غیر مسلم وزیر اعظم بن جائے چنانچہ جب دوسری آئینی ترامیم ایوان میں لائی جائیں گی تو یہ ترمیم بھی کر دی جائے گی اپنے ایک انٹرویو میں انہوں نے کہا کہ میں نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ آئین میں یہ ترمیم کیسے رہ گئی یہ ہمارے آنے سے پہلے کی بات ہے"۔ ——————— (روزنامہ جسارت کراچی مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۸۹ء)

(۲) جناب محمود اعظم فاروقی کا بیان:۔

"کراچی ۲۶ دسمبر (اسٹاف رپورٹر) جماعت اسلامی کراچی کے امیر جناب محمود اعظم فاروقی صاحب نے کہا ہے کہ وسیم سجاد صاحب وفاقی وزیر انصاف نے ۲۵ دسمبر کو شائع ہونے والے اپنے ایک اخباری انٹرویو میں فرمایا ہے کہ موجودہ آئین کے تحت وزیر اعظم پاکستان کا مسلمان ہونا ضروری نہیں ہے اور یہ کہ دستور کی یہ شق موجودہ حکومت کے برسر اقتدار آنے سے پہلے کی ہے۔ اس لئے وہ یہ بتانے سے قاصر ہیں کہ دستور میں یہ کمی کیسے رہ گئی تھی۔ وفاقی وزیر کا یہ بیان اس لحاظ سے مغالطہ انگیز ہے کہ انہوں نے اپنی حکومت کے ایک دانستہ اقدام کی ذمہ داری نہ صرف قبول کرنے سے گریز کیا ہے بلکہ یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ دستور کا مذکورہ بالا نقص ان کو سابقہ حکومت سے ورثے میں ملا ہے۔ جناب فاروقی نے کہا کہ امر واقعہ یہ ہے کہ ۱۹۷۳ء کے متفقہ دستور کے آرٹیکل ۹۱ کی شق نمبر ۳ میں واضح طور پر یہ پابندی شامل تھی کہ پاکستان کا وزیر اعظم صرف وہی شخص ہوگا جو مسلمان ہو۔ دستور کے اس آرٹیکل میں صدارتی حکم نمبر ۱۴ مجریہ ۱۹۸۵ء کے ذریعہ ترمیم کر کے وزیر اعظم پر مسلمان ہونے کی پابندی کو ختم کیا گیا اور اس صدارتی حکم کو موجودہ مسلم لیگی حکومت نے سند جواز دے کر دستور کا مستقل حصہ بنانے میں اہم موثر کن اور فیصلہ کن کردار ادا کیا ہے۔ اس لئے وفاقی وزیر انصاف اس صریحاً غیر اسلامی دستوری ترامیم سے اعلان برأت کر کے اپنی ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔ بیان کے آخر میں جناب فاروقی نے وزیر موصوف سے مطالبہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ اخباری انٹرویو میں انہوں نے خود بھی تسلیم کیا ہے کہ یہ دستوری ترمیم صحیح نہیں ہے اور وزیر اعظم پاکستان ہونے کی شرط دستور میں لازماً شامل ہونا چاہئے تو پھر یہ انہی کی ذمہ داری ہے کہ دستور میں مناسب ترمیم کر کے آرٹیکل ۹۱ کی سابقہ شکل نمبر ۳ کو بحال کرائیں"۔ ——————— (روزنامہ جسارت کراچی ۲۸ دسمبر ۱۹۸۹ء)

وزیر اعظم کے مسلمان ہونے کی شرط کسی کے نزدیک کچھ اہمیت رکھتی ہو یا نہیں مگر دینی حلقوں میں اضطراب پیدا ہو گیا ہے۔ ہر ایک کے ذہن میں یہ سوال ابھر رہا ہے کہ یہ اہم ترین شق جس کو بڑی جدوجہد کے بعد علماء کرام نے سابقہ حکومت سے ۷۳ء کے دستور میں شامل کرایا وہ کیسے ختم ہو گئی۔ اس کے علاوہ صدر مملکت اور غالباً دوسرے اہم عہدوں کے لئے بھی مسلمان ہونے کی شرط رکھی گئی تھی مگر کس خفیہ ہاتھ نے اس کا کام تمام کر دیا۔ لیگ کی حکومت کی ذمہ داری تھی کہ فوراً حکومت سنبھالتے ہی قوم کو آگاہ کر دیتے کہ وزیر اعظم کے مسلمان ہونے کی شق ختم ہو گئی ہے اب تقریباً دو ڈھائی سال بعد اس بات کو منظر عام پر لانے کا کیا فائدہ؟

وزیر موصوف کا بیان بھی ایسا ہے کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں اسی لئے فرما رہے ہیں کہ "اس وقت ترمیم کی ضرورت محسوس نہیں ہو رہی" وزیر موصوف کا یہ کہہ دینا کہ "یہ ناممکن ہے کہ کوئی غیر مسلم وزیر اعظم بن جائے" ——— ہماری تسلی کے لئے کافی نہیں۔

دستور کا یہ سقم ہمارے نزدیک انتہائی خطرناک ہے ڈھائی سال تو اس طرح گزر گئے ہیں اب تاخیری حربے سے کام نہ لیا جائے۔ بلکہ آنے والے قومی اسمبلی کے سیشن میں اسے اولیت دے کر ترمیم منظور کرائی جائے ورنہ یہی خطرہ ہے کہ معاملہ طول پکڑے اور بات ٹلتے ٹلتے یہاں تک پہنچ جائے کہ وزیر موصوف فرما دیں کہ اب انتخابات قریب ہیں نئی قومی اسمبلی فیصلہ دے گی اگر ایسا ہوا تو یہ بہت بڑا المیہ ہوگا۔

اس مسئلہ پر تمام دینی وسیاسی جماعتوں کا فریضہ ہے کہ وہ یک آواز ہو کر وزیر اعظم کے مسلمان ہونے کی شق بحال کرائیں۔

اہلِ ایمان پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان

تبلیغی جماعت کے ایک اجتماع میں

شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ کی ایک اصلاحی و تبلیغی تقریر

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ اما بعد فقد قال اللہ تعالیٰ: لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین۔

حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان کیا جب کہ ان میں انہیں کی جنس سے ایک ایسے پیغمبر کو بھیجا کہ وہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان لوگوں کی صفائی کرتے رہتے ہیں اور ان کو کتاب اور فہم کی باتیں سناتے سمجھاتے ہیں اور بالیقین یہ لوگ قبل سے صریح غلطی میں تھے۔

محترم بھائیو اور بزرگو! اللہ تعالیٰ کے احسانات تمام مخلوقات پر اور خصوصاً انسانوں پر نہایت زیادہ ہیں جن کی کوئی حد نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے حقیقۃً ہم تمام انسانوں کو اپنی نعمتوں سے ڈھانک لیا ہے ارشاد باری ہے الم تروا ان اللہ سخر لکم ما فی السموت وما فی الارض واسبغ علیکم نعمہ ظاھرۃ وباطنۃ اللہ تعالیٰ نے تمام عالم انسانیت کو چھپی ہوئی اور کھلی ہوئی نعمتوں سے ڈھانک رکھا ہے اپنی تمام مخلوقات میں اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ شرافت اور بڑائی انسان کو عطا کی ہے

پروردگار نے اپنے فضل وکرم سے ہماری نجات کے واسطے ہر قسم کی بھلائی کا عالم ارواح میں، ماں کے پیٹ میں، طفولیت کے عالم میں سامان کیا ہے اسے کوئی حاجت نہیں کہ ہم کو نجات دے وربک الغنی ذوالرحمۃ مگر اس کی شفقت ہے کہ آخرت کے لئے بھی ہر قسم کی بھلائی کا سامان کیا اس نے اپنا فضل فرمایا ہے کہ ہم کو پیدا کیا، انسان بنایا اور تمام اعضاء مکمل کر دیے عقل دی، ہاتھ پیر آنکھ ناک وغیرہ سب اعضاء دیے یہ کافی ہے اس کو حجت تمام کرنے کے واسطے لیکن پروردگار نے اپنی شفقت سے دوسری چیزیں بھی مقرر کی ہیں اس نے ہر زمانے میں اپنے مقرب بندوں کو ہماری اصلاح کے لیے بھیجا جنہوں نے ہماری اصلاح کے لیے اپنی جان کی بازی لگا کر کوشش کی اور ہماری بھلائی کی فکر کی اور ہر ظلم وستم کو برداشت کیا۔ ابتدا سے یہ سلسلہ جاری ہے تمام انبیاء علیہم السلام کے واقعات سنتے آئے ہیں۔ ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم تمام پیغمبروں کے سردار ہیں کہ جن کے لیے عالم ارواح میں انبیاء سے عہد لیا تھا

واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ۔ انبیاء کی روحوں کو جمع کر کے ان سے عہد لیا کہ اگر تمہارے زمانے میں وہ پیغمبر آجائے تو تم اس پر ایمان لانا اور مدد کرنا وہ پیغمبر جو سب انبیاء علیہم السلام کے علوم کو جمع کرنے والا نبی آخر الزماںؐ ہے ہم کو عطا فرمایا۔ پھر انبیاء علیہم السلام سے پوچھا ءاقررتم واخذتم علی ذلکم اصری کیا تم نے اقرار کیا؟ قالوا اقررنا کہا کہ ہم نے اقرار کیا۔

ہماری خوش قسمتی ہے کہ ایسا پیغمبر عطا فرمایا اور ہماری بد قسمتی ہے کہ اس کے طریقے پر عمل کرنے میں کوتاہی کریں۔ اللہ کا محبوب اور سب سے اعلیٰ پیغمبر بغیر مانگے ہم کو عنایت فرمایا حالانکہ پہلی امتوں نے مانگا تھا اور ان کو نصیب نہیں کیا۔ شفقت والا، رحمت والا، کمال والا، علم والا اور زہد وتقویٰ والا پیغمبر ہم کو عطا فرمایا۔ یہ اس کا احسان ہے ہماری نالائقی ہے کہ ایسے پیغمبر کو پانے کے بعد بھی ہم اس کی اطاعت نہ کریں۔

لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم یعنی بیشک اللہ پاک نے مومنوں پر احسان فرمایا ہے کہ ان ہی میں سے ایک عظیم الشان پیغمبر مبعوث فرمایا۔ ہمارا ہادی اگر کوئی فرشتہ یا جن ہوتا تو اس کو ہم پر ایسی شفقت نہ ہوتی

بہر حال آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم ہماری اصلاح کے لئے بھیجے گئے۔ اللہ نے ہمیں اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا اور اس کے لئے جن چیزوں کی ضرورت تھی قوت علمی و عملی سب دی۔ شدت رحمت کی وجہ سے صرف اسی پر اکتفا نہ کیا کہ عقل اور سمجھ دیدی اور اسی پر عمل کا مطالبہ نہ کیا جیسا کہ آپ اپنے فرزند کو سرمایہ دے کر تجارت کرنے کو کہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر نقصان کیا تو سزا ملے گی۔ اگر ایسا اللہ بھی فرماتا تو کوئی اعتراض کی بات نہ تھی لیکن اللہ تعالیٰ کی شفقت ہے کہ اس نے انبیاء علیہم السلام کو روانہ کیا رسلا مبشرین ومنذرین لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل۔ پیغمبروں کو اس نے بھیجا کہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ ہمیں دنیا میں راستہ دکھانے والا نہیں آیا تھا۔ راستہ دکھانے کے لئے اخیر زمانے میں ہمارے آقا کو جو رحمت مجسم ہیں بھیجا۔ وہ ۲۳ برس منصب نبوت پر فائز رہے۔ ۴۰ برس کی عمر میں تاج رسالت پہنایا گیا ۶۳ برس کی عمر میں دنیا سے رخصت ہوئے اس عرصہ میں آپ کو کتنی تکلیفیں دی گئیں اور کتنا ستایا گیا۔ آج بھی تکلیف دے رہے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف کر رہے ہیں کیا وہ سمجھتے ہیں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ستا نہیں رہے ہیں؟ بیٹا اگر خلاف کرے تو تم کو صدمہ ہوتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہفتہ میں دو مرتبہ اعمال پیش ہوتے ہیں۔ باپ کو اولاد

سے محبت ہوتی ہے جن کو اپنی امت سے باپ سے زیادہ محبت و شفقت ہوتی ہے جب آپ کے سامنے پیش کیا جائے کہ آپ کا فلاں امتی غیروں کا متبع ہے داڑھی منڈاتا ہے تو کیا آپ کو صدمہ نہ ہوگا؟

ایک بار ایران کا سفیر بادشاہ دہلی کے پاس آیا، مرزا بیدل کا صوفیانہ کلام پڑھ کر لوگ اس کو قطب سمجھتے تھے۔ بادشاہ کے دربار میں سفیر ایران آیا تو مرزا کا تعارف بھی کرایا گیا۔ داڑھی منڈی تھی پوچھا "آغا ریش می تراشی؟" مرزا نے کہا "ریش می تراشم و لیکن دل کسے نمی خراشم" سفیر نے جواب دیا "بے دل رسول اللہ می خراشی" مرزا صاحب کمال تھے غلطی معلوم ہوئی تو سر نیچا کر لیا۔ گھر گئے اور تین دن تک شرمندگی سے باہر نہ آئے۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جب اعمال پیش ہوں کہ فلاں امتی یورپین فیشن کرتا ہے کرزن فیشن کرتا ہے تو کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مقدس کو صدمہ نہ ہوگا؟

پہلے بھی سنائے گئے "لقد اوذیت فی اللہ وما اوذی احد مثلی ولقد اخفت فی اللہ وما اخیف احد مثلی" میں اللہ کی راہ میں اتنا ستایا گیا کہ کوئی اس قدر نہیں ستایا گیا اور مجھے اللہ کی راہ میں اس قدر ڈرایا گیا کہ کسی کو اس قدر ڈرایا نہیں گیا" غرض ہر طرح سے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے تکلیفیں اٹھائی اور آج بھی سنت کی خلاف ورزی کرکے رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ستاتے ہیں۔

منیب صحابی بن مُسَیم کہتے ہیں کہ ایام جاہلیت میں میں حج کو گیا تو عرفات کے میدان میں دیکھا کہ ایک جوان سرخ قبا پہنے ہوئے یہ کہتا جا رہا ہے یاایھا الناس وحدوا اللہ تفلحوا۔ یاایھا الناس قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا اے لوگو! ایک اللہ کو مانو فلاح پاؤ گے، اے لوگو! لا الہ الا اللہ کہو تو کامیاب ہو جاؤ گے ایک شخص اس کے پیچھے پتھر مارتا ہے اور کہتا جاتا ہے یاایھا الناس لا تسمعوا انہ کذاب۔ اے لوگو! اس کی بات نہ سنو یہ بڑا جھوٹا ہے" میں نے پوچھا یہ شخص کون ہے، کہا گیا کہ وہ شخص قریش کا ایک جوان ہے جو پیغمبری کا دعویٰ کرتا ہے۔ دوسرا پتھر مارنے والا اس کا چچا ابولہب ہے۔

ایسے متعدد واقعات پیش آئے ۲۳ برس تک آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم دین کی دعوت دیتے رہے اور ہر طرح کے مظالم سہتے رہے۔ بار بار اللہ کی طرف سے تاکید آتی رہی واصبر وما صبرک الا باللہ ولا تحزن علیہم ولا تک فی ضیق مما یمکرون ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔

اور آپ صبر کیجیے اور آپ کا صبر کرنا خدا ہی کی توفیق سے ہے اور ان پر غم نہ کیجیے اور جو کچھ یہ تدبیریں کیا کرتے ہیں ان سے تنگ دل نہ ہوجیے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جو پرہیزگار ہوتے ہیں اور جو نیک کردار ہوتے ہیں۔ دوسری جگہ ارشاد ہے ولا تستوی الحسنۃ ولا السیئۃ ادفع بالتی ھی احسن۔ اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی (بلکہ ہر ایک کا اثر جدا ہے تو اب) آپ (مع اتباع) نیک برتاؤ سے (بدی) کو ٹال دیا کیجیے۔ صبر کرو اور تحمل کرو غمگین نہ ہو تنگ دل نہ ہو۔ بھلائی اور برائی برابر نہیں تو پتھر کا جواب پتھر سے اور گالی کا جواب گالی سے مت دو بلکہ پتھر کا جواب پھولوں سے دو گالی کا جواب تعریفوں سے دو یا واذا خاطبہم الجاھلون قالوا سلاما۔ جب جاہلوں سے مقابلہ ہو جائے تو سلام کہہ کر چلے جاؤ۔ مکہ کی تیرہ سالہ زندگی ایسے ہی گزری کفار ظلم کرتے رہے اور آپ صبر کرتے رہے اس کے بعد مدینہ ہجرت فرمائی۔ ہر چیز قربان کی اپنی راحت اور گھر بار چھوڑا مدینہ پہونچ کر بھی آپ کو کفار نے چین لینے نہ دیا۔ اعلان کیا گیا کہ جو (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کا سر لائے اس کو ہر ایک کے بدلے سو اونٹ انعام میں دیے جائیں گے۔ دشمنوں نے ہر جگہ ڈھونڈنا شروع کیا مگر آپ کا محافظ خدا تھا اس نے اپنے لطف وکرم سے آپ کو چھپا کر مدینہ پہونچا دیا۔ مدینہ والوں کو مکہ سے زور دار خط بھیجا گیا کہ ان کو ہمارے حوالہ کر دو ورنہ جنگ ہوگی۔ تمہارے مردوں کو قتل کر دیں گے۔ عورتوں کو باندی اور بچوں کو غلام بنا کر تمہارے باغوں کو اجاڑ دیں گے۔ یہ سن کر بڑے بوڑھوں کے پیروں سے زمین نکل گئی۔ مدینہ کے بڑے تجربہ کار کہتے تھے کہ ہم قریش سے لڑ نہیں سکتے۔ قریش سب سے زیادہ قوت والے امیر زادے اور سارے عرب ان کے طرف دار ہیں سب گھبرا گئے۔ نوجوانوں نے چونکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا وعدہ کیا تھا اور بیعت کے نوجوان حمایت کے لیے تیار تھے۔ بوڑھے مقابلے سے ڈرتے تھے۔ اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو حوالہ کرنے پر آمادہ تھے قریب تھا کہ آپس میں تلوار چل جاتی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو سمجھایا یہاں تک کہ سکون ہو گیا قریش کو جواب دیا گیا کہ جو چاہو کر لو ہم تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کریں گے کیا آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے قاتل تھے یا کسی سے جائداد چھین لی تھی؟

ابتداء سے آپ سب کے ساتھ نہایت احسان کرنے والے سچ بولنے والے امانت رکھنے والے اور سب کی خدمت کرتے تھے۔ آپ صرف یہ فرماتے تھے کہ ایک اللہ کی عبادت کرو پتھروں کو نہ پوجو۔ اس کے سوا کوئی بات نہ تھی۔

اس جواب پر سب کے سب چپ ہو گئے۔ کانفرنس کی گئی اور طے کیا گیا کہ مدینہ پر چڑھائی کر دیں گے خوب چندہ کیا۔ ایک ہزار اونٹ سامان خرید کر لانے کے لیے ملک شام بھیجے گئے غرض آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم صرف توحید کی تبلیغ کرتے تھے کسی کا مال نہیں چھینا کسی کی عزت پر حملہ نہیں کیا فقط لا الہ الا اللہ کی دعوت دی ۲۳ سال ہر طرح سمجھایا املاء کی۔ آخر حجۃ الوداع میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریباً ایک لاکھ ۲۵ ہزار صحابہ کرامؓ کے

ریٹائرڈ جسٹس کیکاؤس
ایک وضاحت

ہفت روزہ ختم نبوت کے شمارہ ۲۹ کے اداریہ میں ریٹائرڈ جسٹس کیکاؤس کے بارے میں مبینہ طور پر عیسائی لکھا گیا ہے وہ دراصل کیکاؤس صاحب نہیں کوئی اور صاحب ہیں۔ اسی مشابہت کی وجہ سے غلط فہمی ہو گئی ہے ان کے بارے میں تحقیق کرکے نام شائع کر دیا جائیگا۔ ہم جناب کیکاؤس صاحب سے جو صحیح العقیدہ مسلمان ہیں اس غلطی پر معذرت خواہ ہیں۔

(ادارہ)

مجمع میں اونٹ پر بیٹھ کر ایک عظیم الشان خطبہ دیا جو بہت طویل تھا گویا ۲۳ برس کی تعلیم کا خلاصہ پیش کر دیا۔ پھر تین مرتبہ فرمایا **الا ھل بلغت** کیا میں نے اللہ کے احکام پہونچا دیئے؟ سب نے یک زبان ہو کر تین مرتبہ کہا **قد بلغت و نصحت** بے شک آپ نے اللہ کے احکام کی تبلیغ کی۔ اس پر تین مرتبہ آپ نے فرمایا **اللھم اشھد** اے اللہ! تو گواہ رہ کہ میں نے تبلیغ کر دی۔

بھائیو! آپ کی یہ مجلس تبلیغ کی ہے۔ یہ تبلیغ اصل میں وظیفہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے وہ کام جو تم کر رہے ہو معمولی نہیں۔ میں تم کو بشارت دیتا ہوں کہ خدا نے تم کو کیسی عزت سپرد کی ہے۔ حقیقت میں کام لینے والا اللہ ہے اگر وہ نہ چاہے تو تم کیا کرتے؟ **وما تشاءون الا ان یشاء اللہ رب العالمین** اور تم بدون خدائے رب العالمین کے چاہے کچھ نہیں چاہ سکتے۔

ارشاد ہے **یمنون علیک ان اسلموا قل لا تمنوا علی اسلامکم بل اللہ یمن علیکم ان ھدٰکم للایمان ان کنتم صدقین** یہ لوگ اپنے اسلام لانے کا آپ پر احسان رکھتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ مجھ پر اپنے اسلام لانے کا احسان نہ رکھو بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تم کو ایمان کی ہدایت دی۔ بشرطیکہ تم سچے ہو۔

خدا کا فضل ہے کہ اس نے تمہارے دلوں میں اس چیز کو ڈالا ہے اس برصغیر میں ہمارے باپ دادا اور بہت سے لوگ گزر گئے جو آپس میں لڑتے رہے اور دنیا کے پیچھے پڑے رہے لیکن ان کو کبھی تبلیغ کا خیال نہیں آیا۔ خدا تعالیٰ نے ہمارے زمانے کے علماء اور اہل خیر کو اس کی توفیق دی تم بہت سے بندگان خدا کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کر رہے ہو

جو کلمہ اور نماز نہیں جانتے تھے کیا وہ مستحق دوزخ نہ تھے؟ تم ان کو سکھا کر اللہ کے راستے پر چلاتے ہو تو کیا دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل نہیں کر رہے ہو؟ اللہ جس کو چاہتا ہے اٹھاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے گراتا ہے۔

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی
منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

خدا کا شکر کرو کہ اس نے تمہیں اس کی توفیق دی۔ یہ بات ضرور ہے کہ بہت سے لوگ تمہاری بات نہیں مانیں گے مگر تم کیا جو لوگوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہ مانی اور آپ کے ساتھ کیا کیا نہیں کیا؟ تم گھبراؤ نہیں پریشان نہ ہو اگر بے وقوف اور جاہل برا بھلا کہیں اعذرہیں تو حسن ہو یہ تو سنت ہے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اور سنت ہے انبیاء سابقین کی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **لقد اوذیت فی اللہ** الخ اگر تمہیں کامیابی نہ ہوئی اور کوئی بھی سیدھا نہ ہوا تو اس کے باوجود تمہارا درجہ بڑا ہے اور تمہیں پورا اجر ملے گا تم اطمینان رکھو تمہارا کام اللہ کے دربار میں مقبول ہے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خیبر فتح کرنے کے لئے بھیجتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا "یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا جاتے ہی قتال شروع کر دوں؟" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وہاں جا کر ٹھیرو اور لوگوں کو **لا الہ الا اللہ** کی طرف بلاؤ۔ اگر نہ مانیں تو دوسرا معاملہ کرنا۔ اس لئے کہ **لان یھدی اللہ بک رجلا خیر لک من الدنیا وما فیہا**" یعنی ایک آدمی کو بھی تمہارے ذریعے اللہ تعالیٰ ہدایت کر دے تو وہ تمہارے لئے دنیا و مافیہا سے بہتر ہے دوسری روایت میں ہے کہ تم کو ان اونٹوں کے ملنے سے بھی یہ بہتر ہے۔

بھائیو! تم نے جو قدم اٹھایا ہے وہ مبارک ہے اللہ تعالیٰ تمہاری جدوجہد سے لوگوں کو فائدہ پہونچائے اور تم سے اسلام کی خدمت لے تم ہرگز تنگ دل مت ہو تکلیفیں اٹھانی پڑیں گی جیسے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کو اٹھانی پڑیں۔ کیا تم کو خبر ہے کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرب سے کیوں نکلے؟ وہ عراق میں پہنچے شام، ایران، افغانستان، سندھ، یوپی، بہار اور جنوب میں دکن تک پہونچے۔ یہاں تک کیوں پہونچے؟ ان کا مقصد کیا تھا؟ کیا ملک فتح کرنا تھا یا دولت لوٹنی تھی؟ ہرگز نہیں۔ ان کا اصل مقصد صرف **لا الہ الا اللہ** کی دعوت دینا تھا۔ دنیا کو سچے دین پر لانا تھا۔ اللہ کے بچھڑے ہوئے بندوں کو اللہ سے ملانا تھا دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کرنا تھا۔ بعد والوں نے بے ذوقی کی کہ دنیا کے پیچھے پڑ گئے۔

تاریخ گواہ ہے کہ ہند میں باہر سے آنے والوں کی تعداد صرف چار یا پانچ لاکھ تھی مگر تقسیم ہند کے وقت دس کروڑ تیس لاکھ مسلمان تھے۔

ملتان میں قادیانی مذہب کا پرچار کرنے والوں کو قید با مشقت کی سزا

ملزمان نے ہاشمی قریشی دکانداروں کو قادیانی مذہب اختیار کرنے پر زور دیا تھا اور پڑھنے کیلئے کتابیں دی تھیں

ملتان (ختم نبوت رپورٹ) مجسٹریٹ درجہ اول ملتان سید زاہد حسین قادری نے قادیانی مذہب کا پرچار کرنے پر دو افراد کو مجموعی طور پر ۱۲ سال قید با مشقت، ساٹھ ہزار روپے جرمانہ، ایک سال قید تنہائی اور جرمانہ ادا نہ کرنے پر ۳ سال قید محض مزید کی سزا کا حکم سنایا ہے۔ تفصیلات کے مطابق ۱۹۸۸ء کو گھنٹہ گھر کے قریب تغلق روڈ پر دو بھائیوں محمد حنیف اور محمد احسن ولد خدا بخش نے اپنے ہمسایہ دکاندار محمد اسلم کے ذریعہ مدعی مقدمہ محمد حسین اور محمد رفیق دکاندار کو اپنی دکان پر بلا کر قادیانی مذہب کا پرچار شروع کر دیا۔ دونوں بھائیوں نے تینوں دکانداروں کو بتایا کہ وہ قادیانی ہیں اور مرزا غلام احمد پر ایمان رکھتے ہیں۔ محمد حنیف نے تینوں دکانداروں کو اپنا لٹریچر پڑھنے کے لئے دیا اور اس پر دیگر دکاندار بھی اکٹھے ہو گئے۔ ان تینوں افراد نے انہیں بتایا کہ محمد حنیف اور محمد احسن نے انہیں قادیانی مذہب اختیار کرنے کی دعوت دی ہے جس پر مسلمان مشتعل ہو گئے اور جلوس کی شکل میں تھانہ پرانی کوتوالی پہنچ کر ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کرنے کا مطالبہ کیا جس پر ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کر کے ان کے قبضہ سے ایک مزید کتاب بھی برآمد کر لی۔ مقدمہ کی سماعت علاقہ مجسٹریٹ سید زاہد حسین قادری مجسٹریٹ درجہ اول ملتان کی عدالت میں ہوئی۔ جرم ثابت ہونے پر ملزمان محمد حنیف اور محمد احسن کو تین تین سال قید با مشقت بشمول تین تین ماہ قید تنہائی اور پندرہ پندرہ ہزار روپے جرمانہ اور ثبوت جرم زیر دفعہ ۲۹۸ سی تعزیرات پاکستان کے تحت تین تین سال قید با مشقت بشمول تین تین ماہ قید تنہائی پندرہ پندرہ ہزار روپے جرمانہ اور عدم ادائیگی جرمانہ ۹-۹ ماہ قید محض مزید کی سزا ہوئی۔

ہمارے بزرگ اسلاف نے اور اولیاء کرام نے تبلیغ دین کے لیے بہت سی کوششیں کیں۔ ایک انگریز مصنف لکھتا ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر نوے لاکھ مسلمان ہوگئے۔ ان کے پاس کیا تھا؟ کوئی فوج تھی؟ فقط اللہ کی معرفت کا خزانہ تھا۔ ہر جگہ اللہ کے بندے گزرے ہیں جنہوں نے دین کی تبلیغ کی۔ میں نے تاریخ ترکی میں دیکھا کہ ترک قوم کے تین لاکھ خاندان ایک دن میں مسلمان ہوگئے۔ اللہ کا کرم کہ تبلیغ کی کوشش وہ پھل لائی کہ ایک زمانے میں بعض حکام کو یہ تدبیر کرنی پڑی کہ وہ اپنی رعایا کو مسلمان ہونے سے روکیں۔

سنہ ۱۰۰ھ میں خلافت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے زمانے میں خراسان کے حاکم کو یہ خطرہ ہوا کہ جزیہ بند ہونے سے خزانہ خالی ہو جائے گا۔ اسی لیے اعلان کرنا پڑا کہ کسی کا اسلام اس وقت تک قبول نہ کیا جائے گا جب تک وہ ختنہ نہ کرے۔ بوڑھوں کے لئے تکلیف دہ بات تھی۔ اس حکم کے جاری ہونے سے اسلام کی ترقی رک گئی۔ اب خلیفہ کو اطلاع ملی کہ والی خراسان نے اسلام پر پابندی لگا دی ہے تو آپ نے اس کو معزول کر کے دوسرے کو مقرر کر دیا اور فرمایا کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے آئے تھے کہ اس پر اسلام کو موقوف رکھا جائے؟

میرے بھائیو! ہمارے اسلاف کی کوششوں سے اہل اللہ علماء کرام اور عام مسلمانوں کی کوششوں سے دس کروڑ تیس لاکھ مسلمان ہوگئے۔ اگر غلط کاری نہ ہوئی ہوتی تو یقیناً ہندوستان کا اکثر حصہ مسلمان ہو جاتا۔

میرے بزرگو! اللہ نے آپ کے دلوں میں تبلیغ کی محبت ڈالی یہ مبارک کام ہے اور آپ مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اللہ آپ کو اس سے زیادہ خدمت کی توفیق عطا کرے۔ اپنی بھی اصلاح کرو اور اپنے بھائیوں کی بھی۔ اللہ آپ کو مزید ہمت عطا فرمائے۔

بھائیو! تنگ دل نہ ہو، اللہ کی رحمت سے امیدوار رہو۔ سب کو اللہ کی خوشنودی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی طرف بلاؤ۔ خود بھی عمل کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت بناؤ۔ سیرت اختیار کرو۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

اسلام امن وعافیت کا پیغام

از: پروفیسر محمد قاسم مظہر، اسلام آباد

رسول کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ ایسی جامع اور مکمل ہے کہ زندگی کا کوئی بھی گوشہ ایسا نہیں جس پر کہ اس کے اثرات نہ پڑے ہوں۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر نبی آخر الزمان تک کے تمام پیغمبروں نے جس پیغام کی تعلیم دی تھی، اس کی تکمیل صرف انہی پر ہوئی۔ چنانچہ اگر ایک طرف انسانی عملی زندگی کے تمام اچھے پہلوؤں کا ان کی سیرت احاطہ کئے ہوئے ہے تو دوسری طرف وحی الٰہی کا جامع اور ضابطے والا اثر اس کو لازوال بنا دیتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات حقیقتاً معراج آدمیت ہیں۔ اور دنیوی اور اخروی زندگی دونوں کیلئے شمع ہدایت ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے دنیوی زندگی شرافت کے کمال تک پہنچتی ہے اور اسی زندگی کی کامیابی دوسری زندگی کی ابدی خوشیوں کا ضامن بنتی ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام اللہ کا پیغام ہے۔ آپ کی قولی و فعلی تمام زندگی کے اعمال وحی خفی ہیں۔

چنانچہ یہ اللہ ہی کے احکامات کا پرتو ہیں اور اللہ ہی وہ ذات پاک ہے جو رحمن و رحیم ہے۔ یعنی بخشنے والے اور مہربان ہیں اور اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ امن وعافیت کا قیام بخشش اور مہربانی سے مستعار ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اللہ کے حکم کے مطابق مخلوق خدا زندگی کیلئے بخشش اور مہربانی کا باعث ہیں اور یوں وہ رحمۃ للعالمین ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کہیں بھی یہ ثبوت نہیں ملتا کہ آپ نے کبھی اپنے انتہائی دشمنوں کو بھی بددعا دی ہو۔ آپ دشمنوں کو بھی دعائیں دیتے تھے اور اسی بنا پر وہ آپ کے گرویدہ ہو کر اسلام قبول کر لیتے۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ نے ان تمام دشمنوں کو جو نہ صرف آپ کے دین کو مٹانے کیلئے ہر وقت تیار رہتے تھے بلکہ آپ کے انتہائی قریبی رشتہ داروں کی شہادت کا باعث بھی بنے تھے۔ عام معافی دے دی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جیسے چچا کے قاتل کو آپ نے معاف فرمایا اور ان کے دل و جگر کو چبانے والی ہندہ کو بھی بخش دیا۔ آپ کی یہ مہربانیاں تھیں جن سے اسلام کو تقویت پہنچی اور دشمنان اسلام مسلمان ہو کر اسلام ہی کی تقویت کا باعث بنے۔ آپ کی ذات پاک ایسی شجر سایہ دار تھی جس کے نیچے ہر کوئی بلاتفریق رنگ و نسل سستانے کے لئے بیٹھ سکتا تھا اور اٹھتے وقت آپ کے فیوض و برکات کا اثر لے کر اسلام کی حقانیت کا قائل ہو جاتا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلام کی تبلیغ کیلئے کبھی بھی تشدد اختیار نہیں کیا بلکہ انتہائی نرمی سے اور موثر انداز میں اسلام کی تبلیغ کی۔ آپ کو تلوار اٹھانے پر مجبور کیا گیا لیکن جنگ کے دوران بھی رحم و کرم کا دامن آپ کے ہاتھ سے نہ چھوٹا۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ کے سخت ترین دشمن بھی یہ کہنے پر مجبور ہوئے کہ آپ ہمارے ایسے رشتہ دار ہیں جن کی ذات سے ہمیں معافی کی توقع ہو سکتی ہے اور آپ نے ایسا ہی کر دکھایا۔

حق گوئی و تعلیمات کے لحاظ سے اسلام وہی دین ہے جس کی تبلیغ آدم علیہ السلام سے لیکر عیسیٰ علیہ السلام تک کی جاتی رہی۔ لیکن اسی دین کی تکمیل صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں ہوئی اور اسی بنا پر دین کو اگر اسلام کا نام دیا گیا تو اس وقت جب آپ ہی اس کے داعی بنے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔ یعنی اسلام ہی [illegible]

باقی صفحہ [illegible] پر

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سفرِ طائف

پتھروں کی بارش اور زخمی حالت میں بھی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اعلان

از: محمد یوسف مکی، نواب شاہ

اسلام کی خاتونِ اول حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور محبوب خدا کے شفیق چچا ابوطالب ایک ہفتہ کے اندر اندر آخرت کو سدھار گئے کتنا اداس منظر ہوگا جب فرمانبردار خدمت گار اپنے سرتاج کے مقدس و مبارک تلووں سے عقیدت و محبت میں رخسار رگڑنے والی انکی زوجہ محترمہ پوری امت کی روحانی اماں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور پوری شفقت کے نعم البدل شفیق چچا ابوطالب دنیا سے ناطہ توڑ کر اپنے معبود کے دربار میں پہنچ گئے۔ لیکن انکی جدائی کے پُرزور زخم ابھی تازہ تھے کہ حکم خدا آگیا میرے محبوب طائف میں جاکر دین کی تبلیغ فرمائیں۔

اس استقامت کے اظہار پہ ایک صاحب دل مصنف کا یہ جملہ کتنا حسین لگتا ہے کہ عشق کی ابتدا خیریں اور خوشگوار ہوتی ہے پھر دشواریوں کا مرحلہ آتا ہے پیدرد گارِ حسن کے نورِ عشق سے دل روشن کرنے والی زندگی اجیرن ہوجاتی ہے سرکار کا حکم مانا ہو سر آنکھوں پہ لے کر ہزار جان سے ان پہ فدا ہوجائیں مگر اس کی بے نیازیاں یہ ہیں کہ پیغمبری کی سند تو خود عطا فرماتا ہے اور اس کی تصدیق دربدر سے کروانے کا حکم نازل فرماتا ہے۔

محسن کائنات سفرِ طائف پر روانہ ہوتے ہیں ہمراہی کا شرفِ عظیم حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بھی خوش بختی سے ملتا ہے قرابت اور رشتہ داروں کے سبب طائف کے تین بڑے سرداروں سے ملاقات فرمائی جاتی ہے مگر آہ جتنی تمناؤں سے دعوت حق پہنچائی جاتی ہے اس سے بڑھ کر بے رخی و بے مروتی سے ٹھکرائی جاتی ہے آہ کائنات کی محسن ہستی کس کس طرح تڑپائی جاتی ہے۔ طائف جو کاشت کے لحاظ سے تو سرسبز و شاداب تھا کاشتکاروں کی فطرت پر لگنے پر معلوم ہوا کہ بالکل ہی خانہ خراب ہے۔ سادگی و خوش خلق سے جنہیں چڑ تھی وہ کیسے سادگی کو قبول کرتے طائف کے سرداروں کے پاس جب یتیم مکہ اپنے سادگی کا حسن و جمال سجائے پہنچے تو مغرور چہروں کے جبینوں پہ مزید سلوٹیں پڑ گئیں معصومیت کو جلتے بن میں دیکھ کر متکبروں کو اپنی داغدار جوانیوں کے دھبے عریاں نظر آنے لگے پھر پیکر حسن و جمال نے ان مقدس پرنور لبوں سے رحمتِ حق کے پھولوں کی پتیوں نے مسکرا کر جسن لیا) دعوت حق پیش فرمائی تو طائف کے سرداروں کا وڈیرا پن گھبراہٹ کے خوف سے لرز کر رہ گیا مگر وڈیروں میں بھبکیاں نہ ہوں تو انہیں وڈیرا کون کہے گا۔

آپ کی دعوت سن کر ایک مغرور تو پریشانی سے تھر تھر چیخ کر ایک سردار یوں غرانے لگا کیا خدا کو تمہارے سوا اور کوئی رسول نہ ملا اور کوئی تھا ہی نہیں جو نبی بنایا جاتا نہ ٹھاٹ نہ باٹھ کوئی سواری نہ قیمتی لباس نہ دولت مندی کے آثار آہ لوگو یہ اس مقدس ہستی محبوب خدا پر چھوٹی چھوٹی ذہنیتیں گنوا کر طعنہ زنی ہو رہی ہے جس کے وجودِ اقدس کے صدقے پوری دنیا کو ہر چھوٹی بڑی نعمت مرحمت فرمائی گئی جس کے ناز اٹھانے کیلئے دنیا کی صف بچھائی گئی۔

دوسرے سردار اپنی خفت چھپاتے یوں گویا ہوئے صاحب تجھے خدا نے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے تو تو کعبہ کا پردہ چاک کررہا ہے۔

آہ اس پیکر صبر و شکر اللہ کے حبیب کو پردیس میں دین کی دعوت پہنچانے پر محروم لوگ کتنے غضب ناک انداز میں دکھ پہنچا رہے ہیں سچ ہے جب تعصب و غرور مل کر عقل پر اپنی خرمستیوں کا زہریلا پردہ ڈال دیتے ہیں تو چھوٹے بدبخت سچوں پہ تہمتوں کی بوچھاڑ کرکے اپنے جرائم میں اور اضافہ کرلیا کرتے ہیں۔

تیسرے سردار کی ہٹ دھرمی یوں انگڑائی لیتی ہے میں بہرحال تجھ سے بات نہیں کرسکتا کہ اگر تو سچا ہے تو تجھ سے گفتگو کرنی خلاف ادب ہے اور اگر

عارفی جیولرز
ARFI JEWELLERS
FOR CREATION OF ATTRACTIVE
JEWELLERY
ممتاز زیورات ـ منفرد ڈیزائن
A Perfect Setting for a perfect Woman
Where trust is a Tradition.
فون
ARFI JEWELLERS 626236
34-MUHAMMADI SHOPING CENTRE
BLOCK G-HAIDRY NORTH NAZIMABAD KARACHI PAKISTAN

عصرِ حاضر

حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ میں

- عصرِ حاضر احادیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینے میں، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ کے قلم سے۔
- محسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا حسین گلدستہ جس کا ہر ایک پھول اپنی طرف کھینچتا ہے۔
- سوتوں کو قریب چونکا دینے والے عنوانات، واقعات، حالات اور امکانات پر مشتمل۔
- موجودہ دور کی ابتری سے متعلق ۱۴ سو سال پیشتر بیان فرمودہ پیشگوئیاں،
- قیامت، قربِ قیامت میں پیش آنے والے حالات، واقعات اور معاشرہ کا نمونہ۔
- علماءً، خطباءً، حکام، عوام اور سبھی کے اخلاق و عادات اور قابلِ اصلاح امور کی نشاندہی کی گئی ہے۔
- ۱۰۴ صفحات پر مشتمل خوبصورت کتابت اور عمدہ طباعت اور زیب نظر ٹائٹل کے ساتھ صرف ۲۱ روپے میں طلب فرمائیں۔

مکتبہ بینات

جامعۃ العلوم الاسلامیہ

علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی - ۵

تو جھوٹا ہے تو گفتگو کے لائق نہیں ان تینوں سرداروں کی کڑوی کسیلی باتیں سن کر بھی آپ نے فرمایا آپ کو دعوت حق پہنچا دی آپ اس کو مانیں یا نہ مانیں یہ آپ کی مرضی ہے مگر اپنی حق ناپسندی کا دوسرے لوگوں سے چرچا نہ کیجئے کیونکہ یہ دوسروں کو بھی دعوت حق پہنچانے کا ارادہ رکھتے ہیں کہیں تمہاری خود پسندی کو بے مروتی کا رویہ دیکھ کر دوسرے لوگ بھی تعصب کا شکار ہو کر حقیقت کی روشنی کو شعور سے دیکھنے سے بھی محروم نہ ہو جائیں

آپ تینوں سرداروں سے ملاقات فرما کر بازار طائف میں تشریف لے جاتے ہیں لیکن طائف کے سردار و امراء نے صرف طعنہ زنی جوابات دے کر آپ کی دل آزاری کر کے مطمئن ہونا گوارا نہ کیا بلکہ اپنی کم ظرفی و بے مروتی یہ کیا کہ شہر کے غنڈے لفنگے اکٹھے کر کے سید البشرؐ کے پیچھے ستانے کے لئے لگا دیئے دو جہاں کے سردار جہاں بھی وعظ و نصیحت فرماتے ہیں شہر کے اوباش لڑکے آوازے کستے ہیں تالیاں بجا بجا کر گالیاں دیتے ہیں حتیٰ کے پتھروں کی بارش شروع ہو جاتی ہے آہ اے آسمان تو نے یہ دل دوز منظر بھی دیکھا کہ مخبر صادق سید المرسلین رحمۃ للعالمین خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جدھر سے گزرتے ہیں سنگدل لوگ پتھر مارتے ہیں دل کی حالت تو اللہ ہی جانتا ہے مگر جسم اقدس کا مجروح ہو کر لہولہان پنڈلیاں مبارک تو ان لوگوں کو بھی نظر آتی تھیں جو زخم لگا کر قہقہے قہقہے لگا رہے تھے اللہ کا حبیب زخموں سے چور چور آخر گھائل ہو کر گر پڑتا ہے۔

پھول سی خراش پیدا ہو جانے والا عقیدہ عفور سے محسن انسانیت پردیس میں دین حق کے لیے زخموں سے نڈھال ہو کر گر پڑتے ہیں مگر اتنے بڑے مجمع سے اس کریم ذات پر کسی کو ترس بھی نہیں آیا کسی کی نگاہ عبرت کو خوف نہ آیا آخر کچھ شفیق القلب انسان تھا درندوں کے آگے بڑھ کر آپ کو ظالموں سے بچا ہاتھ دے کر ایک محفوظ

باقی صفحہ [illegible] پر

آپ کے مسائل

از: مولانا منظور احمد الحسینی صاحب

بچوں کو صف میں کھڑا کرنا

ڈاکٹر عبدالکریم ——— خیرپور

س:- ہر روز پانچ وقت کی نماز میں کیا بچے پچھلی صف میں کھڑا کر سکتے ہیں؟ پچھلی صف میں یا ان کو اگلی صف کے کونوں میں کھڑا کردیں۔ یا پہلی صف میں کھڑا ہی نہ کریں اور جہاں بڑے ختم ہوں ان کے پیچھے بچوں کی صف بنانا چاہیئے۔

(۲) جمعہ کی نماز میں تقریباً ساری مسجد بھر جاتی ہیں بچے جو کافی پہلے آکر بیٹھتے ہیں ان کو پیچھے دھکیل دیا جاتا ہے یہ کہہ کر کہ بچوں کا صف میں ہونا ٹھیک نہیں کیا یہ کرنا درست ہے؟ اگر یہ درست نہیں تو کیا کرنا چاہیئے۔ جمعہ کی نماز میں کیا بچے ہر صف میں کھڑے کر سکتے ہیں یا بچوں کو گھر واپس بھیج دیا جائے کیونکہ بڑوں کا ہی کافی رش ہوتا ہے اور فرض نماز کے وقت مسجد فل ہو جاتی ہے۔ یا بچوں کو پیچھے صحن میں کہیں کھڑا کر دیا جائے جہاں کافی گرمی بھی ہوتی ہے اندر کمروں کی بہ نسبت۔

ج:- بچوں کی اصل جگہ تو بڑوں کی صفوں کے پیچھے ہے لیکن بچے اکٹھے ہو کر شرارتیں کیا کرتے ہیں۔ جس سے دوسروں کی نماز بھی خراب ہوتی ہے۔ اس لئے اگر بڑوں کے برابر کھڑا کرنا چاہیئے ان کو پیچھے دھکیلنے کی ضرورت نہیں۔

س:- جب انسان غسل کرتا ہے تو وضو کرتا ہے یا بدن پر کپڑے نہیں ہوتے تو کیا کلمہ پڑھ سکتا ہے جس طرح وضو میں کلمات پڑھتے ہیں۔

ج:- برہنگی کی حالت میں کچھ نہیں پڑھنا چاہیئے۔

س:- شادی والے دن (یعنی سہاگ والی رات) جب دلہا۔ دلہن کے پاس جاتا ہے تو دو رکعت فرض پڑھتا ہے یا نفل

ج:- فرض نماز تو مسجد میں پڑھی جاتی ہے۔ دلہا میاں شکرانے کے دو نفل پڑھ سکتے ہیں گے۔

س:- رات کو ہم بستری کرنے سے پہلے جب کپڑے نہیں ہوتے تو بسم اللہ کلمہ پڑھ سکتا ہے۔

ج:- کپڑے اتارنے سے پہلے بسم اللہ پڑھ لی جائے کپڑے اتارنے کے بعد نہیں۔

میں ایک دکھی بہن ایک مسئلے کو لے کر حاضر ہوئی ہوں عرض یہ ہے کہ آج سے ۸ سال قبل میری شادی میرے چچا کے لڑکے سے ہوئی تھی۔ شادی کے ڈیڑھ سال بعد میرا پہلا لڑکا ہوا تھا۔ شادی کے تین سال بعد میرے شوہر نے دوسری شادی کر لی۔ چونکہ میرے شوہر بے روزگار تھے اس لئے میرے والد نے ان کے لئے ایک دکان کھول کر دی تھی۔ پھر جب میرے شوہر نے دوسری شادی کی تو دکان بیچ کر اڑا دی۔ پھر جب کنگال ہو گئے تو دوسری بیوی نے انہیں چھوڑ دیا۔ اب میرا دوسرا لڑکا پچھلے سال ہوا۔ اور اس سال ۱۶ مئی کو میرے شوہر نے تیسری شادی کر لی ہے۔ اب وہ گھر میں نہیں رہتے دوسری جگہ کے ساتھ رہتے ہیں۔ میں ساس سسر کے ساتھ رہتی ہوں میرا بڑا بچہ اسکول میں پڑھتا ہے اور چھوٹے بچے کی خوراک کی ذمہ داری بھی ساس سسر پر ہے۔ میرے شوہر نہ کوئی خرچہ دیتے ہیں نہ بچوں کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ میں جس گھر میں رہتی ہوں وہ میرے شوہر نے بنوایا ہے اس کی قیمت ۴ ۱ لاکھ روپے ہے۔ میرے شوہر اب کہتے ہیں کہ یہ مکان بیچ دو۔ دراصل میرے شوہر نا سمجھ ہیں۔ وہ عورتوں کے چکر میں آجاتے ہیں۔ دوسری شادی جب کی تو چند ماہ میں ڈیڑھ لاکھ روپیہ اڑا دیا اور پھر ان کی بیوی نے طلاق لے لی اب وہ یہ مکان بھی بیچ کر اڑانا چاہتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتی کہ وہ تیسری بیوی کو چھوڑ دیں۔ میں یہ چاہتی ہوں کہ وہ بچوں کا اور میرا خرچہ دیں اور مکان بیچنے کا خیال ترک کر دیں۔ برائے کرم اس معاملے میں میری مدد کیجئے اور اس پریشانی سے مجھے نجات حاصل کرنے میں مدد دیجئے۔

ج:- عشاء کی نماز کے بعد ۱۱ دانے لونگ کے لیں اور ان پر اول و آخر ۱۱-۱۱ مرتبہ درود شریف اور درمیان ۱۱ سو مرتبہ یالطیفُ یا ودود پڑھ کر دم کیا کریں اور پھر ان لونگوں کو تیز آنچ میں جلا دیا کریں اور شوہر کے مہربان ہونے کی دعا بھی کیا کریں۔

قریبی نامحرموں سے پردہ کے مسائل

ایک صاحب ——— کراچی

آپ نے ایک مسائل کے جواب میں جو کہ پردہ سے متعلق تھا اسکو جواب دیتے ہوئے یہ فرمایا تھا کہ عورت کا پردہ قریبی نامحرموں سے چادر کا اور غیر نامحرموں سے چار دیواری کا پردہ ہے تو مولوی صاحب آپ ذرا چادر اور چار دیواری کی مکمل وضاحت کریں۔

ج:- چار دیواری کا پردہ تو یہ ہے کہ بغیر شدید ضرورت کے عورت نامحرموں کے سامنے نہ جائے۔ اور چادر کا پردہ یہ ہے کہ ضرورت اور مجبوری کی بنا پر بعض نامحرموں کے سامنے جانا ناگزیر ہو تو ان کے سامنے بڑی چادر میں لپٹ کر آئے اور حتی الوسع ان سے منہ کو بھی چھپا کر رکھے۔

دوسرا مسئلہ بھی اسی نوعیت کا ہے کہ قریبی نامحرموں اور غیر قریبی نامحرموں سے کون کون مراد ہیں۔ یعنی مثلاً ماموں زاد بھائی، چچا زاد بھائی وغیرہ اسی طرح پر استاد اور طبیب اور وہ شخص کہ جس سے پردہ عام زندگی میں مشکل ہو یا ان میں کیا فرق ہے اور اگر بات چیت بھی کرنا پڑے تو کس انداز اور طریقے سے کر سکتی ہے؟

ج:- بعض عزیز و قریب ایسے ہیں کہ ان سے چار دیواری کا پردہ ممکن نہیں ہوتا۔ مثلاً بھائی اکٹھے رہتے ہیں گھر ایک ہے۔ اسی طرح دوسرے اعزہ بھی اگر ان کے سامنے جانا ناگزیر ہو۔ اس کا فیصلہ ہر شخص کے حالات کے مطابق ہو سکتا ہے۔

۳- کیا ایک عورت دفتر میں کام کر کے اپنا روزگار کما سکتی ہے جبکہ صورت یہ ہے کہ اس کے علاوہ کوئی اور فرد کمانے والا موجود نہ ہو۔ اور نوبت فاقہ کشی تک پہنچ جائے۔ جبکہ یہ چادر وغیرہ لپیٹ کر البتہ چہرہ / منہ بدرجہ مجبوری کھولتی ہو۔ کیونکہ اس کے بغیر تو گھر گزارنا بہت مشکل کام ہے۔ مولانا صاحب

اگر اس کے علاوہ بھی اور شرائط ایسی ہوں کہ اگر ان کا لحاظ کیا جائے تو پھر یہ حکم ہو جائے تو ازراہ کرم ان کو ضرور ذکر کیجئے۔

ج:۔ مجبوری کی حالت میں عورت کا ملازمت کرنا صحیح ہے مگر مردوں اور عورتوں کا اختلاط صحیح نہیں۔ جہاں مرد بھی کام کرتے ہوں تو وہاں مسلم لوگ نہ جائیں۔

س:۔ آج ہمیں میری ایک قریبی ساتھی نے یہ بھی بتایا ہے کہ ہمارے فقہ حنفیہ کے مطابق چہرہ پردہ میں داخل نہیں ہے جبکہ ہمارے امام کے علاوہ باقی تینوں اماموں کے نزدیک یہ ستر میں داخل ہے۔ اور اس نے ساتھ ساتھ یہ بھی کہا کہ اگر اب جبکہ پُرفتن دور ہے۔ لہٰذا اس وجہ سے آجکل مسئلہ ہو جائے گا۔ میری ساتھی نے یہ کہا کہ یہ تمام باتیں اس نے خود تفسیر "معارف القرآن" میں مطالعہ کی ہیں تو مولانا صاحب اگر واقعی مسئلہ ایسا ہی ہے کہ جیسا کہ اوپر کہا تو پھر اس احتیاط کی جائے پھر اگر چہرہ کھلا بھی رکھا جائے تو کوئی حرج نہیں ہونا چاہئے۔

ج:۔ عورت کا چہرہ ستر میں داخل نہیں۔ یعنی منہ کھلا ہو تو نماز ہو جائے گی۔ لیکن نامحرموں سے چہرے کا پردہ ضروری ہے۔ خصوصاً جبکہ فتنے کا زمانہ ہو۔ اور لوگوں کی نگاہیں پاک نہ ہوں۔

س:۔ پردہ کا حکم کتنی عمر سے آتا ہے۔ اور کتنی عمر تک رہتا ہے۔ یہ سوال اس وجہ سے ذہن میں آیا کہ میں نے سنا ہے کہ پچاس سال کی عمر گزر جانے پر پردہ ختم ہو جاتا ہے یعنی بوڑھی عورت پر پردہ ضروری نہیں۔

ج:۔ بڑی بوڑھی عورتیں، جن میں مردوں کے لئے کوئی کشش نہیں رہی اگر بغیر بناؤ سنگھار کے وہ چہرہ کھول دیں تو ان کو اجازت ہے۔ لیکن بناؤ سنگھار کے ساتھ کھولنا جائز نہیں۔

س:۔ کیا ایک مرد استاد جوان کسی لڑکی کو تعلیم دے سکتا ہے یا نہیں۔ مثلاً اگر شاگرد کی عمر ۲۰ سال اور استاد کی عمر ۴۰ برس ہو تو پھر کیا صورت ہوگی۔

ج:۔ تنہائی میں تعلیم دینا خطرہ سے خالی نہیں مگر با پردہ ہو تو گنجائش ہے۔

س:۔ اگر ایک عورت پردہ نہیں کرتی تو کیا گناہ صرف عورتوں کو ہے یا مرد حضرات کو بھی پردہ کرنے کے

باقی صفحہ ۲۰ پر

روسی ریاست ازبکستان میں
اسلام اور مسلمانوں کا مستقبل

روسی وسطی ایشیا کبھی اسلامی تعلیمات کا سب سے بڑا مرکز ہوا کرتا تھا اور یہ سلطنت عرب سلطنت کے ہم پلہ تھی اس کے جنوبی ایشیا مشرق وسطی اور یورپ سے تجارتی علمی اور مذہبی رابطے تھے دسویں صدی کے بعد کے عرصے میں ازبک اسکالروں اور سائنسدانوں کا اسپین کے شاہی درباروں میں بڑا عمل دخل تھا روسی انقلاب کے بعد سے بیرونی دنیا کے ساتھ یہ رابطے تقریباً ختم ہو گئے ہیں اور ازبک پھر سے یہ رابطے جوڑنے کی شدت سے خواہشمند ہیں خصوصی طور سے اسلامی ممالک کے ساتھ جو روس کی سرحدوں پر واقع ہیں "وسطی ایشیا میں جو مستقبل کے واقعات کا تعین ازبک ہی کریں گے کیونکہ ہم سب سے بڑی قومیت ہیں جس کی طویل ترین عرصے تک روایت رہی ہے" یہ الفاظ ہیں ایک مقامی دانشور کے ترکی بولنے والے ایک کروڑ دس لاکھ ازبک سب سے بڑا غیر یورپی نسلی گروپ ہے اور روس میں سب سے بڑی تیسری قومیت ہیں یہ لوگ چار وسطی ایشیائی جمہوریتوں میں پھیلے ہوئے ہیں اس لئے جو کچھ یہاں ہوگا اس کا باقی ماندہ وسطی ایشیا پر ڈرامائی اثر ہوگا۔

ازبک ذرائع کا کہنا ہے کہ اب ایک نئی مسلم پارٹی جو مسلم وسطی ایشیائی جمہوریتوں کی ماسکو سے آزادی چاہتی ہے اس علاقہ میں تیزی سے پھیل رہی ہے یہ افواہیں عام ہیں کہ افغانستان سے ہتھیار آ رہے ہیں اور انہیں تین سو میل دور جنوب میں وادی فرغانہ میں جمع کیا جا رہا ہے جغرافیائی اہمیت کی یہ وادی جہاں ۱۹۹۰ء میں فسادات ہوئے تھے ازبکستان کرغیزیہ اور تاجکستان کے ساتھ واقع ہے اور احتجاجی تحریکوں کی تاریخی طور پر آماجگاہ رہی ہے ہندوستان میں مغل سلطنت کا بانی بابر یہیں پیدا ہوا تھا اس بارے میں بھی اطلاعات ملی ہیں کہ دو حریف افغان لیڈر گلبدین حکمت یار اور احمد شاہ مسعود اسلامک پارٹی میں طاقت کے زور سے اپنا اثر بڑھا رہے ہیں تاکہ وسطی ایشیا میں اپنا اثر و نفوذ پھیلا سکیں۔ روسی حکام کا کہنا ہے کہ احمد شاہ مسعود نے ہزاروں کی تعداد میں پمفلٹ اور پستول وسطی ایشیاء میں صرف اسمگل کئے ہیں۔ مقامی قوم پرستوں کا کہنا ہے کہ حکمت یار یہاں بہت مقبول ہیں کیونکہ ان کے بارے میں خیال ہے کہ ان کے پاس نوے روسی جنگی قیدی ہیں۔

احمد شاہ مسعود کو ایک تاجک خیال کیا جاتا ہے اگرچہ ان کا تاجکستان میں کچھ اثر و رسوخ ہو سکتا ہے لیکن ازبک قوم پرست اور اسلام پسند ایک افغان تاجک کو با اثر لیڈر قرار نہیں دیں گے ازبکستان میں پہلے ہی ایک مضبوط قوم پرست اپوزیشن تحریک برلک چل رہی ہے جو وسطی ایشیاء میں ترکی بولنے والے تمام لوگوں کی ایک یونین قائم کرنا چاہتی ہے ازبکستان کی مرکزی اپوزیشن برلک کا کہنا ہے کہ وہ مرحلہ وار آزادی کی مہم چلانے کے حق میں ہے۔ ریاست کی حکمران پارٹی انتشار کا شکار ہے اس پر بدعنوانی کے الزامات عائد کئے جا رہے ہیں اور اسے انتہائی نااہل قرار دیا جا رہا ہے ۲۹ مئی کو برلک کی تشکیل کی پہلی سالگرہ پر کانگریس کا انعقاد ہوا تو شہر کے گلی کوچوں میں فوجی گشت بڑھ گئی اور شاہراہوں پر ٹینکوں کی نقل و حرکت شروع ہو گئی اہم مقامات پر فوجیوں نے پوزیشن لے لی سادہ اور کشیدگی انتہا پر رہی اور سفید کپڑوں میں ملبوس خفیہ پولیس والوں نے کانگریس بلڈنگ میں داخل ہونے والے لوگوں کے کوائف جمع کرنے کا کام جاری رکھا۔

برلک کا دعویٰ ہے کہ اسے ۲۰ ملین آبادی میں سے ایک ملین آبادی کی تائید و حمایت حاصل ہے یہ تنظیم خوفناک حد تک قوم پرست رویہ اختیار کئے ہوئے ہے اس کا مطالبہ ہے کہ پہلے اقدام کے طور پر صوبائی خود مختاری اور معاشی آزادی دی جائے اور اس کے بعد مکمل آزادی کے لئے ریفرنڈم کرایا جائے برلک کے مطالبات میں یہ بھی شامل ہے کہ ترکوں کے ساتھ اتحاد قائم کیا جائے۔ اور وسط ایشیا کے مسلمانوں کے ساتھ وسیع تر کنفیڈریشن قائم کی جائے۔ اور اسلامی تبلیغ کا حق دیا جائے اور ازبک زبان کے لئے عربی رسم الخط کی اجازت

دی جائے برلک کی قیادت ازبک شاعروں دانشوروں قوم پرستوں ماحولیاتی ماہرین پان ترکزم اور اسلامی گروپوں کے ہاتھ میں ہے تاہم ازبک قوم پرستی بسا اوقات متضاد رخ بھی اختیار کر لیتی ہے تحریک کنفیوژن کا شکار ہے اور باہم تقسیم بھی ہے لیکن ازبک آبادی اس مطالبے پر متفق ہے کہ انہیں کریملن سے آزادی مل جائے۔

ماسکو ہم سے غلاموں والا سلوک کرتا ہے ہم روس کی غریب ترین جمہوریہ ہیں جبکہ وسائل میں ہم امیر ہیں وہ ہمارے کام نہیں کرتے اور ماسکو سب کچھ چھین کر لے جاتا ہے یہ باتیں برلک کے لیڈر ادیب میر عالم نے کہی ہیں۔

بعض دوسرے ازبک لیڈروں نے کہا کہ ازبکستان کی کاٹن کو جراثیم کش ادویہ کے بہت زیادہ استعمال سے تباہ کیا جا رہا ہے اور اس سے ماحولیات کی خرابیاں جنم لے رہی ہیں۔

جمہوریہ کی ۲۰ ملین آبادی میں سے ۹۰ فیصد ازبک ہیں یہ ترکی بولنے والے مسلمان ہیں یہ چین اور افغانستان میں بھی آباد ہیں برلک کے دانشوروں کے لئے ایک مشکل یہ ہے کہ ۱۱ فیصد روسی آبادی کے خلاف لوگوں کی نفرت پر کیسے قابو پایا جائے۔

بیشتر مسلم ممالک کی طرح برلک کی تحریک بھی اندرونی خلفشار و انتشار سے بھری ہوئی ہے برلک کے اس وقت تین مرکزی لیڈر ہیں ایک علیحدہ ہونے والے گروپ نے اپنی علیحدہ پارٹی تشکیل دے لی ہے اس کا مطالبہ بھی آزادی ہے کمیونسٹ پارٹی کی کوشش یہ ہے کہ وہ اپوزیشن کو زیادہ سے زیادہ تقسیم رکھے لیکن ازبک مسلمانوں کے اندر جذبات بھڑک رہے ہیں

صدر گورباچوف کا یہ اعلان کہ روس مشترکہ یورپی گھر کا ایک حصہ ہے روسی وسطی ایشیا میں مسلمانوں کے لئے بہت کم معنی رکھتا ہے جو لاتعداد احتجاجی تحاریک کے ذریعہ قومی آزادی اسلامی دنیا کے ساتھ زیادہ روابط اور وسطی ایشیائی جمہوریتوں کے مستقبل کی فیڈریشن پر نظریں لگائے بیٹھے ہیں۔

نقطۂ نظر

اس تباہ حال معاشرے میں

نہ کبھی حقیقی جمہوری نظام آسکتا ہے نہ

نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا

خواب پورا ہوسکتا ہے

سوچئے کیوں؟

از: جناب
اشفاق احسان صاحب

تاریخ کے تقابلی مطالعہ سے یہ حقیقت کھل کر ہمارے سامنے آتی ہے کہ دنیائے اسلام کی سب سے بڑی اور بھیانک بدقسمتی جو ایک مہیب کالی آندھی کی طرح اس پر سایہ فگن ہو گئی یہ تھی کہ چند استثناء اور ابتدائی ادوار کو چھوڑ کر ملت کی سیاسی قیادت ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں چلی گئی جو اجتماعی زندگی کے تقاضوں سے ناآشنا غیر معمولی طور پر جذباتی، انتہا پسند اور بے حد غیر متحمل ذہن و مزاج کے حامل تھے شخصی گروہی یا سیاسی اور نظریاتی اختلافات کو تحمل اور افہام و تفہیم کے جذبے سے نمٹنے کی بجائے اور امن و آشتی کے ساتھ ان کا حل تلاش کرنے کے بجائے محض طاقت کے بل بوتے نمٹنے کا انداز ان کے کردار و عمل کا نمایاں وصف تھا جو اسلامی تعلیمات اور تہذیب و اخلاق کے بجائے ان کی موروثی جبلت اور بدویانہ خصوصیات کا مظہر تھا۔ اسی لئے تحمل و بردباری اور ضبط نفس کے وہ اعلیٰ انسانی اوصاف جو تہذیبوں کے اندرونی اتحاد کو قائم اور برقرار رکھنے اور ان کے مختلف الخیال عناصر کو باہم مربوط اور متحد رکھنے میں لازمی اور بنیادی شرائط کا درجہ رکھتے ہیں اور جن کے ذریعہ انفرادی اور اجتماعی اخلاق تشکیل پاتے اور پھر جو قومی روایات بن کر آنے والی نسلوں کے لئے قابل تقلید مثال ثابت ہوتے ہیں اس ملت کے قومی مزاج کا کبھی حصہ نہیں بن سکے محض اس ایک المیہ کے نتیجہ میں یہ ملت باوجود اپنی علمی، فکری اور اقتصادی برتری کے ہمیشہ اور ہر قوم و ملت سے زیادہ افتراق و انتشار کا شکار رہی جبکہ اپنی اس بنیادی کمزوری کے سبب جو بعد میں آنے والی نسلوں کو بھی جبلی طور پر وراثتاً منتقل ہوتی چلی گئی ایسے تباہ کن اخلاقی عوارض میں مبتلا ہوتی چلی گئی جن کی نظیر دیگر معاصر اقوام میں بہت شاذ اور کمیاب ہیں۔

ملت کے اس انتہا پسندانہ اور جذباتی مزاج نے اس کے عوام و خواص میں بے حد و حساب ذہنی، فکری، سیاسی، معاشرتی اور اخلاقی برائیاں پیدا کی ہیں ان کا تفصیلی احاطہ تو امکان سے باہر ہے تاہم یہ بیان کے بغیر چارہ نہیں کہ بنیادی طور پر یہ ہمارا مزاج ہی ہے جس نے ناقابل تردید طور پر ہمیں غیر مسلم اقوام کے مقابلہ میں ہمیشہ سے ایک بہت ہی سادہ لوح نادان اور کم اندیش ملت بنا رکھا ہے۔ اس ضمن میں ایک مثال ترکی کی پیش کی جا سکتی ہے جس نے ایک ترقی پسند اور یورپین بننے کے شوق میں اپنا پورا حلیہ بدل ڈالا۔ اپنے آئین و قانون لباس اور کلچر کو یورپی طرز پر ڈھال لیا حتیٰ کہ اپنا رسم الخط بھی عربی کے بجائے رومن کر دیا لیکن آج ستر سال گزرنے کے باوجود بھی اس کی حیثیت [illegible] جیسی ہے۔ یورپ والے اب بھی اسے ایک یورپین قوم تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اسی طرح غیر منقسم ہندوستان میں ہمارے بے شمار دینی اور سیاسی رہنما بھی سادہ لوحی اور کم ظرفی کے ساتھ ہندوؤں کے پر فریب متحدہ قومیت کے نعرہ پر ایمان لے آئے تھے وہ بھی زیادہ دور کی بات نہیں ہے پھر ہندوؤں کے برعکس ہمارے مسلمان دانشور جتنی بڑی اور بھاری تعداد میں سوشلزم اور سیکولرازم کے پیچھے دیوانے ہو کر پاکستان کی کاٹ چھانٹ اور اس کے لوگوں کی تہذیب و اخلاق کو تباہ کرنے میں سرگرم چلے آ رہے ہیں وہ بھی محل نظر بات ہے ان سب کے علاوہ ایک اور اہم بات جو ہر قوم سے زیادہ اپنے دشمنوں کی سازشوں کا ہر دور اور زمانہ میں نہایت آسانی سے شکار بنتے چلے آ رہے ہیں ہماری سادہ لوحی کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔ پھر یہ بھی ہمارا مزاج ہی ہے جو ہمارے لوگوں کے احساس احتیاط میں نقب لگا کر انہیں ہر قوم سے زیادہ [illegible] سازشوں

غداروں اور غداریوں پر ابھارنا انہیں انانیت، خود غرضی، خود پسندی، خود ستائی، خود نمائی اور خوشامد پسندی کے پست جذبات بھڑکانا، ان کے حلقوں میں آمر مطلق بننے اور دائمی طور پر اقتدار پر قابض ہونے کا جنون پیدا کرنا اور ان کی کثیر تعداد کو خوشامد کا حریص اور عہدہ کا بھوکا بنانا چلا آرہا ہے ان خصائص میں سے کوئی دوسری قوم اور ملت جسے ہمارے مقابلہ میں پیش کیا جا سکے

پھر کس قوم کا ادب بھی ہمارے شاعروں کے قصیدوں سے ہمارے ادب کی طرح بھرا ہوا نظر آتا ہے؟ کس قوم کے رسوم و رواج اور روزمرہ زندگی کے معمولات میں ہماری طرح کی خود نمائی اور نمائش کا اظہار دیکھا جاتا ہے؟ اور پھر کس ملت کی عبادت گاہیں اور سیاسی اسٹیج ہماری طرح آگ کے شعلے اگلتے نظر آتے ہیں؟ یہ سب ہمارے اسی مزاج کی کرشمے ہیں

پھر ہمارے اس مزاج کا شاید سب سے کربناک پہلو یہ ہے کہ موت و زیست کی گھڑیوں تک میں یہ ہمیں اپنے مشترکہ دشمنوں کے خلاف بھی متحد نہیں ہونے دیتا بلکہ ایسے اوقات میں بھی ایک دوسرے کی پشت میں چھرا گھونپنے پر ہمیں آمادہ کرتا رہتا ہے تاریخ میں ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں جو چنگیز خان کی ہلاکت آفرینیوں، مسلم اسپین میں عیسائیوں کے خلاف آخری دور کے معرکوں اور انگریزوں کے ساتھ مسلمان حکمرانوں کی لڑائیوں کے دوران دیکھی جا سکتی ہیں ہر موقع پر مسلمان حکمران تن تنہا ہی اپنی جنگیں لڑتے رہے اور جہاں بھی موقع ملا اپنے ہی بھائیوں کی پشت میں خنجر گھونپتے رہے اس کے برعکس تاریخ شاہد ہے کہ آپس کے شدید اختلافات کے باوجود ہندوؤں کے بے شمار راجے مہاراجے مسلمانوں کے خلاف متحد ہو جاتے رہے ہیں اہل یورپ ہلاکو خان کے خلاف اپنی ایک درجن سے زیادہ حکومتوں کی طاقت اس کے مقابلہ پر لے آئے تھے اور صلیبی جنگوں کے دوران انہوں نے ایسا ہی کردار پیش کیا تھا اگر یہ سب کچھ ان کے اور ہمارے مزاجوں کا فرق نہیں تو اور کیا ہے؟ اس سارے فرق میں کمال کا پہلو یہ ہے کہ ہمارا دینی طبقہ بھی اپنے مزاج کے اعتبار سے ذرہ برابر مختلف نہیں ہے اور کیوں نہ ہو جب کہ یہ بھی اس ملت کا ایک حصہ ہے۔ یہ نظام مصطفیٰ کے بلند آہنگ سے اور مخلص دل باوجود ایک مشترکہ مقصد رکھنے کے جس طرح آٹھ دس مختلف جتھوں میں بٹے ہوئے ہیں اور دوران انتخاب اپنے اصل مقصد کو بھول کر جس طرح ما نند بے نیازی کے ساتھ ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ہو کر اپنے علم و فضل اور تقوے کا حق ادا کرتے دیکھے جاتے ہیں وہ بالکل سامنے کی بات ہے

سچی بات یہ ہے کہ افتراق و انتشار اس ملت کی گھٹی میں پڑا ہوا ہے اور انانیت و خود پسندی اس کے فرد فرد کے ذہن و قلب میں خون کی طرح گردش کر رہی ہے ہر شخص چند ادنیٰ فائدے بن کر رہنا چاہتا ہے اور گرد و پیش میں اپنی بڑائی اور اہمیت منوانے کا خواہش مند رہتا ہے۔ چھوٹے موٹے فروعی یا ذاتی اختلافات کو نظر انداز کرنے کا کوئی تصور نہیں۔ مقاصد کی ہم آہنگی کے باوجود حصول مقصد کی خاطر اتحاد کے لئے جس صبر و برداشت وسیع القلبی اور اعلیٰ ظرفی کی ضرورت ہوتی ہے اس کا ہمارے اندر حوصلہ ہے نہ استعداد۔ اس لحاظ سے ہم بالکل بانجھ ملت ہیں۔ یہ اور ساری دوسری وہ عیب جن کا ابھی اوپر ذکر ہوا ہے لازمی طور پر اسی مزاج کا فطری نتیجہ ہیں جو ورثہ اس ملت کو منتقل ہوا اور جو اپنے اندر بے شمار اعلیٰ خوبیاں رکھنے کے علی الرغم تہذیبی اعتبار سے بہت نا تراشیدہ، جذباتی اور انتہا پسند واقع ہوا ہے

اب سوال صرف یہ ہے کہ یہ سارے عیب اور پریشانیاں کس ایک مزاج ہی کی وجہ سے ہمارے اندر کیسے جمع ہو گئیں؟ اس کی منطق بہت صاف اور واضح ہے مثل مشہور ہے کہ ایک بیماری سے دس بیماریاں اور ایک برائی سے ستر برائیاں جنم لیتی ہیں اب چونکہ بنیادی طور پر یہ مزاج غیر متحمل اور بے صبر واقع ہوا ہے اس لئے کم اندیشی اور عجلت اس کی سرشت میں داخل ہے اور انجام سے بے پرواہ ہو کر ہر قسم کے اقدام کر گزرنا اس کی فطرت کمزوری ٹھہرے پھر اور کم اندیشی ہونے کے باعث اس کا اپنے نفس کی خواہشوں کے آگے نسبتاً جلدی اور آسانی سے جھک جانا بھی ایک منطقی سا امر ہے۔ اس کا نتیجہ کبھی بے صبری اور کم اندیشی اسے جلد ہی کبھی غصہ، ضد اور سرکشی میں کبھی حسد و بغض اور انتقام کی آگ میں اور کبھی طمع و ہوس میں نسبتاً جلد گرفتار کر دیتی ہے جس سے اس کا ایمان و ضمیر جلد ہی ان کے مغلوب ہو جاتا ہے اور نفس غالب اگر اسے من مانی کرنے پر تیار کر دیتا ہے صحیح موافق اور ماحول سازگار ہو تو پھر اسے جذباتی لوگوں کا انانیت، خود پسندی اور خود غرضی میں مبتلا ہو جانا زیادہ بعید بات نہیں اور اس مرحلہ پر پہنچنے کے بعد پھر وہ اپنی شخصی اغراض، مفادات اور جذبات کے تحت جو کچھ بھی کر گزریں وہ کم ہے پھر چونکہ خود پسندی، خود نمائی، خود ستائی اور خوشامد پسندی ایسے لوگوں کو طبعاً مرغوب اور ان کے جذبۂ انا کی تسکین کا باعث ہوتی ہے اس لئے ہر غیر مسلم قوم کے برعکس ان ساری اخلاقی برائیوں کا صرف ہمارے ہی معاشروں میں اس کثرت کے ساتھ جمع ہو جانا ثابت کرتا ہے کہ یہ صرف مزاجی اعتبار سے ہمارے ایک جذباتی، بے صبر اور ضبط نفس سے محروم ملت ہونے کی وجہ سے ہی ممکن ہو سکا ہے۔

جذباتیت اور بے صبری کی منفی صفات کے برعکس قدرت نے انسانوں کو صبر و تحمل اور قوت برداشت کی مثبت صفات عطا کی ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ اس کے بغیر انسان حیوانیت کی سطح سے اٹھ سکتا تھا نہ تہذیب و اخلاق کا کوئی نشان مل سکتا تھا۔ نہ تعمیر و ترقی کا کوئی کام ہو سکتا تھا۔ یہ صرف صبر و تحمل اور انسانی ضبط نفس کی قوت کا ہی اعجاز ہے کہ یہ پیکر خاکی آج بے حد و حساب صلاحیتوں سے استفادہ کر رہا ہے۔

دو کان جیسے سونے کی کان
عربین جیولرز جس کا نام
جہاں پر عمدہ اور جدید ڈیزائن کے زیورات دستیاب ہیں۔
تشریف لاکر خدمت کا موقع دیں
حسین سنٹر زیب النساء اسٹریٹ صدر کراچی
فون نمبر: ۵۲۵۵۲۵

کہتے ہیں "محبت معاشروں کی بنیاد ہے" بلاشبہ بات بھی یہی ہے کیونکہ خاندانوں سے لے کر معاشروں اور قوموں تک ان کی اکائی کو باہم جوڑنے اور جوڑے رکھنے والا مسالا یقیناً صبر و تحمل ہی ہے انسانوں میں اگر اس جوہر کا فقدان ہو تو سارے خاندانی رشتے ٹوٹ پھوٹ جاتے، معاشرے بکھر جاتے اور قومیں افتراق کا شکار ہو کر تباہ و برباد ہو جاتی ہیں۔ یہ وہ کمال صفت ہے جس کے بغیر اقوام اپنے اندرونی اتحاد کا تصور تک نہیں کر سکتیں اور اپنے معاشروں میں امن و چین، عدل و انصاف اور باہمی الفت و تعاون کا خواب تک نہیں دیکھ سکتیں۔ ایمان کی بقا و کردار کی پختگی، نفس کی تہذیب اور تعمیر اخلاق کا صرف یہی ذریعہ ہے اور قوموں کی ترقی و عظمت کا ایک ہی واحد وسیلہ ہے لیکن افسوس کہ ہمارا یہ ملت شہرت، مدنیت اور انسانیت کی اس اعلیٰ صفت سے محروم ہو کر بربریت اور وحشت کے گرداب میں بعض صدیوں سے اپنے کو خوار کرتی چلی آرہی ہے کاش کوئی اس ملت کے عوام و خواص کو اجتماعی زندگی کے تقاضوں اور تہذیب و تمدن کے ابتدائی اصولوں سے آشنا کر سکے۔ ورنہ ہمیں ہم اور انہیں یہ سمجھا سکے کہ ہمارے اور آج کے ترقی یافتہ قوموں میں جو سب سے بڑا اور بنیادی فرق ہے وہ اسی اعلیٰ ترین صفت انسانی کی کمی بیشی کا فرق ہے اس صفت کے بغیر ان کا اندرونی اتحاد، ان کی ساری ہماری ترقی ان کا شاندار نظم و نسق اور ان کا پورا جمہوری نظام بھی دیکھتے ہی دیکھتے زمین بوس ہو کر رہ جائے گا اور وہ بھی ہماری طرح ہر پہلو سے ذلیل و خوار ہو جائیں گے

خدا کرے کہ ہمارا دینی طبقہ جس سے لیے علم و فضل کا حق ادا کرنے کی سب سے زیادہ امید رکھی جاتی ہے اپنے انفرادی اور اجتماعی رویوں پر نظر ثانی کرے، قوم اور ملت کو مزید رسوائی اور جگ ہنسائی سے بچانے اور وحشت و بداوت کے اثرات سے انہیں نجات دلانے کے لیے خود اپنے قول و فعل سے مدنیت اور اسلامی اخلاق کے تقاضوں پر مبنی ان کے لیے عمدہ اور قابل تقلید روایات قائم کرنے کی فکر کرے اور ساتھ ہی ان کی تعمیر اخلاق کا سائنٹیفک انداز میں وسیع پیمانے پر اہتمام کرنے کی تدبیر کرے کہ اس کے بغیر ہمارے اس تباہ حال اور اخلاقی لحاظ سے دیوالیہ معاشرے میں نہ کبھی حقیقی جمہوری نظام قائم ہو سکتا ہے۔ نہ قیامت تک نظام مصطفیٰ کا خواب پورا ہو سکتا ہے اور اگر کسی صورت ہو بھی جائے تو اس کی مدت قیام گنتی کے چند دنوں تک ہی محیط ہوگی۔ عقل و دانش کے علاوہ خود ہماری اپنی تاریخ کا بھی یہی کھلا اور برملا سبق ہے کہ نظر آنے والا فیصلہ ہے۔

امیر المومنین، مراد رسول ﷺ

سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

تحریر: محمد اسلم، شیخوپوری

> آپؓ کی خصوصیات یہ ہیں۔ رعب و داب، سیاست و تدبر، عدل و مساوات اور مظلوموں کی دادرسی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

حضرت عمرؓ کا سلسلہ نسب یہ ہے عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن عدی بن کعب بن لوی بن فہر بن مالک۔ گویا آپ کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے۔

قریش کو دنیاوی سیادت و قیادت حاصل تھی اس لئے انہوں نے سہولت کی خاطر مختلف عہدے مقرر کر رکھے تھے عدی جو عمرؓ کے جد اعلیٰ تھے ان کے پاس سفارت کا عہدہ تھا یعنی قریش کو کسی قبیلے کے ساتھ کوئی معاملہ پیش آتا تو یہ سفیر بن کر جایا کرتے۔

حضرت عمرؓ ہجرت نبوی سے چالیس سال قبل پیدا ہوئے آزادی کے ساتھ انہوں نے زندگی کی چند ہی بہاریں دیکھی تھیں کہ آپ کے باپ خطاب نے جنگل میں اونٹ چرانے پر لگا دیا تنومند کو کڑی دھوپ میں جلتے ہوئے صحراؤں میں دن بھر اونٹ چرانے کے باوجود خطاب کو ترس نہ آتا اگر کبھی ستانے کے لئے رکتے تو خطاب سزا دیتے عہد خلافت میں ایک دفعہ آپ کا ادھر سے گزر ہوا تو زمانہ طفولیت کی تکالیف کو یاد کر کے ان کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔

آغاز شباب ہی سے وہ مروجہ فنون و مشاغل میں دلچسپی لینے لگے نسب دانی میں ان کو خصوصی امتیاز حاصل ہو گیا تھا علاوہ ازیں شعر و ادب، خطابت و فصاحت، درشت و توانا اور کشتی اور نیزہ بازی میں بھی انہوں نے نام پیدا کیا تیر و تفنگ اور سیف و سناں سے بھی ان کے ہاتھ نا آشنا نہ تھے۔

تحصیل فنون سے فراغت کے بعد تجارت کو ذریعہ معاش کے طور پر اختیار کیا اس سلسلہ میں مختلف ممالک کی سیر و سیاحت اور معاشرے کے مختلف طبقوں سے میل جول اور آشنائی کا موقع میسر آیا جس سے ان میں بے انتہا تجربہ کاری، پختگی، خود اعتمادی حوصلہ مندی، تدبر و سیاست اور صبر و شکیبائی پیدا ہو گئی تھی قریش نے ان کا تجربہ، پاکیزہ زندگی، فطری قابلیت، بلند حوصلگی، شجاعت و حمیت، سیر چشمی، معاملہ فہمی اور ذکاوت و ذہانت کو دیکھتے ہوئے سفارت جیسے اہم اور بلند منصب پر ان کو مامور کر دیا عمر بن خطاب زندگی کی ستائیس منزلیں طے کر چکے تھے کہ مکہ کے گلی کوچوں میں خوشبوئے رسالت پھیلنے لگی مگر جہالت و تاریکی کے رسیاؤں کو آفتاب نبوت کی روشنی ایک آنکھ نہ بھائی۔ رسالت ختمی المرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے پرستاروں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جانے لگے، عمر بن خطاب بھی اسی گروہ ستمگراں میں شامل تھے لیکن عجیب اتفاق یہ ہوا کہ ان کے اپنے گھر میں توحید رسالت کی شمع روشن ہو گئی۔ بہن فاطمہ اور بہنوئی سعید نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی قبول کر لی، عمر بن خطاب کے کانوں میں یہ خبر پہنچی تو سخت طیش میں

آ گئے، بہن فاطمہ کو اتنا مارا کہ لہولہان ہوگئیں اسی حالت میں اس مظلومہ کی زبان سے نکلا کہ "عمر جو بن آئے کرو لیکن اسلام اب دل سے نہیں نکل سکتا تم اگر خطاب کے بیٹے ہو تو میں بھی خطاب کی بیٹی ہوں تم کفر میں پکے ہو میں ایمان میں پکی ہوں" یہ الفاظ کیا تھے برق سوزاں تھی جس نے خرمن کفر و شرک کو جلا کر راکھ کر دیا۔ عمر تھر تھرا گئے دل میں رقت اور نرمی پیدا ہوگئی، اقلیم باطل میں عظیم انقلاب آگیا آستانہ نبوت پر دست بستہ حاضر ہوئے، اور طوق غلامی کو سرفراز کر لیا آپ کی زبان سے کلمہ توحید کا ادا ہونا تھا کہ مسلمانوں نے اس زور سے نعرہ بلند کیا کہ مکہ کے گلی کوچے اور پہاڑ فلک شگاف نعروں کی کبریائی کے اعلان سے گونج اٹھیں اس وقت تک کم و بیش پچاس آدمی اسلام لا چکے تھے لیکن مسلمان اپنے مذہبی فرائض علانیہ ادا نہیں کر سکتے تھے بالخصوص کعبہ میں نماز پڑھنا تو بالکل ناممکن تھا۔ مگر حضرت عمر فاروقؓ نے مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ کعبہ میں جاکر نماز ادا کی جس پر کفار حملہ آور ہوئے اور سرزمین اسلام پر پہلا لہو اور جان کا نذرانہ حضرت حارث ابن ابی ہالہ نے پیش کیا۔

مسلمان ایک مدت تک کفار کا ظلم و ستم سہتے رہے۔ تعذیب اور تشدد کا کوئی ایسا حربہ نہ تھا جو سنگدل مشرکین نے پرستاران توحید پر نہ آزمایا ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رقیق و لطیف دل پر جو گزرتی ہوگی اس کی شدت کا اندازہ ہم جیسوں کیلئے مشکل ہے تاہم آپ حکم خداوندی کے منتظر رہے تا آنکہ بارگاہ حق سے ہجرت کی اجازت مل گئی دوسرے مسلمانوں کی طرح حضرت عمر نے بھی ہجرت کی مگر اس شان کے ساتھ کہ کہتے جاتے تھے "جس کسی نے اپنے بچوں کو یتیم اور رفیق حیات کو بیوہ کرانا ہو وہ آئے اور میرا راستہ روکے" مدینہ چلے جانے کے بعد بھی کفار اپنی فتنہ انگیز حرکات سے باز نہ آئے ان کی ریشہ دوانیوں کی چھیڑ چھاڑ اور ستم رانیوں نے لڑائی تک نوبت پہنچا دی، کفر و اسلام کے درمیان پہلی باضابطہ جنگ ۲ھ میں بدر کے مقام پر ہوئی اس معرکہ میں حضرت عمرؓ کے ساتھ ان کے قبیلے اور حلفاء کے بارہ آدمی شریک جنگ تھے۔ عجیب اتفاق ہے کہ یہ معرکہ کہ جس میں قریش کے تمام قبائل نے حصہ لیا حضرت عمر کے قبیلے میں سے ایک متنفس بھی شریک نہ ہوا کہا جاتا ہے کہ یہ فاروقی رعب و داب اور ہیبت و جلال کا اثر تھا۔ سب سے پہلے جو شخص اس معرکہ میں شہید ہوا وہ حضرت مہجعؓ حضرت عمر کے غلام تھے۔ عاص بن ہشام بن مغیرہ جو قریش کا ایک معزز سردار اور حضرت عمر کا ماموں تھا حضرت عمر کے ہاتھ سے مارا گیا حقیقت میں انہوں نے اپنے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طرح مطیع بنا دیا تھا کہ انہیں ان کا ساتھ دینے سے نہ تو مصائب و شدائد کے پہاڑ روک سکتے تھے اور نہ ہی اقارب و احباب کی قرابت و محبت وہ ایک عرصہ تک کوچہ کفر میں سرگرداں رہے تھے مگر جب انہوں نے گلشن اسلام میں قدم رکھا تو دامن حیات کو توحید کی کوثر و سلسبیل سے غسل دیا اور عشق نبوی کی دھوپ میں نکھارا اس طرح کہ کفر و شرک اور وطنی علاقائی قبائلی اور خاندانی محبت کا کوئی داغ باقی نہ رہا تھا۔

بدر کے قیدیوں کے بارہ میں ان کی رائے یہ تھی کہ ان سب کو قتل کر دینا چاہیے اور اس طرح کہ ہم میں سے ہر شخص اپنے عزیز کو آپ قتل کرے علیؓ عقیل کی گردن ماریں حمزہ عباس کا سر اڑا دیں اور فلاں شخص جو میرا عزیز ہے اس کا کام تمام کروں حضرت ابوبکرؓ کی رائے یہ تھی کہ انہیں فدیہ لیکر رہا کر دیا جائے۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی کیا جس کی ان سے توقع تھی یعنی عفو و درگزر سے کام لیتے ہوئے فدیہ لے کر سب کو رہا کر دیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ترجمہ کسی پیغمبر کے لئے یہ زیبا نہیں کہ اس کے پاس قیدی ہوں جب تک وہ خوب خونریزی نہ کرلے تم دنیاوی سامان چاہتے ہو اور اللہ آخرت کو پسند کرتا ہے (انفال ۶۷)

بدر کے علاوہ دوسرے غزوات میں بھی حضرت عمرؓ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ نمایاں طور پر حصہ لیا اور بہت سے کارنامے انجام دیئے بلکہ دیکھا جائے تو حضرت عمر زندگی کے کسی موڑ اور حالات کے کسی مرحلہ پر بھی آپ سے جدا نہیں ہوئے، حالت جنگ اور امن میں فصل گل اور خزاں میں آبادی اور صحرا میں سفر اور حضر میں خوشی کی روشنی اور مصیبت کی تاریکی میں بیت اللہ کی دیواریں اور تلواروں کی جھنکاروں کے سائے میں وہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا سے کوچ کر جانے کے بعد بھی آپ کو محبوب عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت اور رفاقت نصیب فرمائی۔

۹ ہجری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات سے ناراض ہوکر ان سے علیحدگی اختیار کر لی اور چونکہ لوگوں کو آپ کے طرز عمل کی وجہ سے یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ آپ نے تمام ازواج کو طلاق دے دی اس لئے تمام صحابہ کو نہایت رنج و افسوس تھا تاہم کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ کہنے سننے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے حاضر خدمت ہونا چاہا لیکن بار بار اذن مانگنے پر بھی اجازت نہ ملی، آخر حضرت عمر نے پکار کر زبان سے کہا کہ "شاید رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ گمان ہے کہ میں حفصہ (حضرت عمر کی بیٹی اور رسول اللہ کی زوجہ مطہرہ) کی سفارش کے لئے آیا ہوں، خدا کی قسم اگر رسول اللہ حکم دیں تو میں جاکر حفصہ کی گردن ماردوں" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً بلا لیا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ کیا آپ نے ازواج کو طلاق دے دی؟ آپ نے فرمایا "نہیں" حضرت عمرؓ نے کہا تمام مسلمان مسجد میں سوگوار بیٹھے ہیں۔ آپ اجازت دیں تو ان کو یہ مژدہ سنا آؤں اس واقعہ سے حضرت عمرؓ کے تقرب کا اندازہ ہوسکتا ہے چنانچہ حضرت ام سلمہ نے انہی واقعات کے سلسلہ میں ایک موقع پر کہا کہ "عمر تم ہر چیز میں دخیل ہوگئے ہو، یہاں تک کہ اب ازواج کے معاملات میں بھی دخل دینا چاہتے ہو"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال نے آپ پر جو افتاد ڈالی اور غم و اندوہ کی جو کیفیت آپ پر طاری ہوئی وہ آپ کے عشق صادق کی غماز ہے لیکن طوفان غم میں بھی آپ نے جس سوجھ بوجھ اور دور اندیشی کا ثبوت دیا اس نے آپ کا مقام بہت بلند کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے فوراً بعد جس قسم کے تباہ کن حالات پیدا ہوگئے تھے ان کے پیش نظر بعید نہ تھا کہ تلواریں میان سے نکل آتیں اور جمعیت اسلامی کا شیرازہ بکھر جاتا مگر فاروق اعظم کا فہم و تدبر، سیاسی حکمت عملی متانت مزاج، حاضر دماغی طبائع انسانی کا ادراک اور روحانی ایمانی قوت کام آئی اور فتنے کے اژدھا کو سر اٹھانے سے پہلے ہی کچل دیا۔

حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں آپ ان کے مشیر اور معاون خصوصی رہے حقیقت یہ ہے کہ اس عہد میں جس دار کا، راست بازی، عفت و عصمت، چشم سیری، عادلانہ

برتاؤ اور صاف ستھری زندگی دیکھ کر مفتوح قوم کے افراد ان کے اس قدر گرویدہ ہو جاتے تھے کہ باوجود اختلاف مذہب کے ان کی سلطنت کا زوال نہیں چاہتے تھے۔ یرموک کے معرکہ میں مسلمان جب شام کے اضلاع سے نکلے تو تمام عیسائی رعایا نے پکارا کہ خدا تم کو اس ملک میں پھر لائے۔ اور یہودیوں نے توریت ہاتھ میں لیکر کہا کہ ہمارے جیتے جی قیصر یہاں نہیں آئے گا۔"

آپ کے ہاں عدل و انصاف کا اس قدر اہتمام تھا کہ درختوں کے کاٹنے تک کی اجازت نہ تھی بچوں اور بوڑھوں کو بالکل تعرض نہیں کیا جاسکتا تھا۔ بجز معرکہ کارزار کے کوئی شخص قتل نہیں کیا جاسکتا تھا، دشمن سے کسی موقع پر بدعہدی یا فریب دہی نہیں کی جاسکتی تھی۔

حضرت عمرؓ نے ایک طرف تو فتوحات کو وسعت دی کہ قیصر و کسریٰ کی وسیع سلطنتیں ٹوٹ کر عربوں میں مل گئیں دوسری طرف حکومت و سلطنت کا نظام کیا اور اس کو اس قدر ترقی دی کہ ان کی وفات تک حکومت کے جس قدر مختلف شعبے ہیں سب وجود میں آچکے تھے۔

انہوں نے ممالک مفتوحہ کو آٹھ صوبوں میں تقسیم کیا اور یہاں مختلف عہدیدار مقرر کئے مثلاً گورنر، افسر خزانہ، قاضی، میر منشی، افسر پولیس اور فوجی افسر وغیرہ

تمام عمال، مظلوموں کی دادرسی اور سوالات سے واقفیت کیلئے آپ نے تمام عمال کو حکم دے رکھا تھا کہ ہر سال حج کے زمانے میں حاضر ہوں، حج کی تقریب سے چونکہ تمام اطراف کے لوگ موجود ہوتے تھے، حضرت عمرؓ کھڑے ہو کر اعلان کرتے کہ جس کسی کو کسی عامل سے کچھ شکایت ہو پیش کرے، چنانچہ ذرا ذرا سی شکایتیں پیش ہوتی تھیں اور تحقیقات ہو کر ان کا تدارک کیا جاتا تھا۔

خراج کا نظم و نسق تاریخ اسلام ہی میں نہیں عرب کی تاریخ تمدن میں بھی حضرت عمرؓ کی طرف سے ایک نیا اضافہ تھا اس کا معمولی سا خاکہ اگرچہ عہد نبوت میں فتح خیبر کے موقع پر بن چکا تھا لیکن اس خاکہ میں رنگ آپ ہی نے بھرا۔ لگان اور مالگزاری کے سلسلے میں انہوں نے انقلابی عملی اصلاحات نافذ کیں اور ان صیغوں میں پائی جانے والی زیادتیوں، حق تلفیوں اور بے اعتدالیوں

قدر بڑے بڑے کام انجام پائے۔ آپ ہی کی کوشش، ہمت اور جدوجہد سے انجام پائے۔

سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے زندگی کے آخری ایام میں بہت سے صحابہؓ سے مشورہ کے بعد حضرت عمرؓ کو خلیفہ نامزد کیا۔ بعض لوگوں نے ان کی سختی اور طبعی شدت و حدت کے پیش نظر عرض کیا، آپ کے موجود ہوتے ہوئے حضرت عمرؓ کا ہم لوگوں کے ساتھ کیا برتاؤ تھا؟ اب وہ خود خلیفہ ہوں گے تو خدا جانے کیا کریں گے۔ اب آپ خدا کے ہاں جاتے ہیں یہ سوچ لیجئے کہ خدا کو کیا جواب دیجئے گا۔ حضرت ابوبکرؓ نے کہا، میں خدا سے کہوں گا کہ میں نے تیرے بندوں پر اس شخص کو افسر مقرر کیا جو تیرے بندوں میں سب سے زیادہ اچھا تھا۔ پھر حضرت عثمانؓ کو بلا کر پوچھا۔ انہوں نے کہا، میں اس قدر کہہ سکتا ہوں کہ عمرؓ کا باطن ظاہر سے اچھا ہے اور ہم لوگوں میں ان کا جواب نہیں ہے۔

دورِ خلافت پر ایک نظر!

عہد فاروقیؓ کی تاریخ۔ رنگارنگ کارناموں، انقلابی اقدامات، کامیاب اور حیرت انگیز فتوحات اور مختلف اور متنوع انتظامات کے ذکر سے بھری پڑی ہے۔ ہم نہایت اختصار کے ساتھ آپ کے امتیازی کارناموں کو ذکر کرتے ہیں۔

حضرت عمرؓ کے مفتوحہ ممالک کا کل رقبہ ۲۲۵۱۰۳۰ میل مربع یعنی مکہ معظمہ سے شمال کی جانب ۱۰۳۶ مشرق کی جانب ۱۰۸۷ جنوب ۴۸۳ میل تھا۔ مغرب کی جانب چونکہ صرف جدہ تک حکومت تھی اس لئے وہ قابل ذکر نہیں۔

اس میں شام، مصر، عراق، جزیرہ، خوزستان، عراق عجم، آرمینیہ، آذربائیجان، فارس، کرمان، خراسان اور مکران جس میں بلوچستان کا بھی کچھ حصہ آجاتا ہے شامل تھا۔ یہ تمام فتوحات خاص حضرت عمرؓ کی فتوحات ہیں اور اس کی تمام مدت دس برس کچھ ہی زیادہ ہے۔

حضرت عمرؓ کی فتوحات دوسرے عالمی فاتحین کے برعکس یہ عجیب لیکن مسلمانوں کیلئے قابل صد فخر و ناز خصوصیت ہے کہ فتوحات کی اس کثرت اور تیزی کے باوصف کہیں بھی کسی کا ظلم نہیں ہوا اسلامی فوجوں نے نہ تو کسی باغ کو آگ لگائی نہ شہریوں کے سر شہر پناہ کی دیوار پر لٹکائے نہ

کھوپڑیوں کے مینار بنائے..... مسلمانوں کی دیانت ہر کسی نے قلباً تسلیم کر دیا۔

یہ بات بھی حضرت عمرؓ کی خصوصیات میں پائی جاتی ہے کہ تاریخ اسلام میں سب سے پہلا انہوں نے محکمہ عدالت، انتظامیہ سے علیحدہ قائم کیا اور اس کے لئے اصول و احکام اور قواعد و ضوابط مقرر کئے اور یہ کہ عدالت کے متعلق محکمہ افتاء قائم کیا تا کہ عام آدمی بھی ان سے مسائل زندگی دریافت کر سکے اور اس کے لئے یہ عذر باقی نہ رہے کہ وہ قانون سے ناواقف تھا۔ طریقہ آغاز اسلام میں خود بخود پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن حضرت عمرؓ کے دور میں اس پر نہایت پابندی سے عمل ہوتا رہا۔ دنیا کے کسی دور، مذہب اور قانون اور ملک میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ حضرت عمرؓ ہی نے سب سے پہلے دارالخلافہ یعنی مدینہ منورہ میں بہت بڑا خزانہ مقرر کیا اور عظیم المرتبت صحابی زید بن ارقمؓ کو خزانہ کا افسر مقرر کیا۔ اور باوجود کفایت شعاری کی عادت کے بیت المال کی عمارتیں مستحکم اور شاندار بنوائیں، انہوں نے سرکاری عمارتیں، سڑکیں، مہمان خانے، پل، کنوئیں، سرائیں، چشمے اور پل بنوائے گویا کہ پبلک ورکس کی بنیاد آپ کے وقت رکھی گئی تھی۔ علاوہ ازیں فوجی بارکیں، چھاؤنیاں بنوائیں، شہر اور گھوڑوں کی پرداخت، تربیت اور حفاظت کے لئے وسیع اصطبل بنوائے۔ فوج کی تنخواہ، اسلحہ، موسم کے لحاظ سے تقسیم، سفر و قیام اور رخصت کے قواعد، فوج کا لباس، خوراک کا حساب اور مترجم مقرر کرنا بھی آپ کے کارناموں میں شامل ہے۔ اسلام کی اشاعت، قرآنی تعلیم، تہذیب و تربیت، صحت الفاظ و اعراب، فقہ، حدیث اور ادب عربی سیکھنے کیلئے باقاعدہ مکاتب قائم کئے۔

آپ کی حکومت کے امتیازی خصائص جیسے آپ کا رعب و داب، سیاست و تدبر، عدل و مساوات اور مظلوموں کی دادرسی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

آپ کے ذاتی اوصاف کے تذکرہ کے لئے ایک دفتر درکار ہے، اس مقام پر شاہ ولی اللہ صاحب کی ایک شاہکار و بلند پایہ عبارت کا اپنے الفاظ میں ترجمہ کر دینا کافی سمجھتا ہوں فرماتے ہیں "فاروق اعظمؓ کا سینہ ایک ایسے گھر کی مانند ہے جس میں مختلف خانے ہیں ہر خانے میں کوئی ایک صاحب کمال

باقی صفحہ ۲۲ پر

"لندن پلانِ قادیاں"

خواجہ محمد مصباح الدین
منڈیکے گرایہ

پھر طبع مائل ہے لکھنے پر بیانِ قادیاں
تاکہ طشت از بام ہو لندن پلانِ قادیاں
حیرت افزا اس کا اک اک جز ہے میرے قارئین
ہے تعجب خیز پوری داستانِ قادیاں
کیسے کرسکتا وفا ہے ملکِ پاکستان سے
جس کے نطفے میں ہو اثر آب و نانِ قادیاں
جُفت ہو کرکے خروسِ مُلکِ انگلستان سے!
دشمنِ دیں ہی جنے گی ماکیانِ قادیاں
اور رہِ لطف و تفنّنِ طبع مولانا ظفرؔ
لکھ گئے ہیں در مدح و شانِ قادیاں!
مُنہ میں دی اس کے لگام اور ہوگیا جھٹ سے سوار
گرچہ تیز و تُند خو تھی مادیانِ قادیاں"
گاڑنے کو اپنے پنجے ہند میں انگریز کو!
مل گیا غدارِ ملت خاندانِ قادیاں
جنگِ آزادی کے متوالوں پہ انگریزوں کے ساتھ
گولیاں برسائیں کس نے؟ غازیانِ قادیاں
ہے غلام احمد کو اس پر فخر غداران قوم!
ہیں سرِ فہرست ہے خود دودمانِ قادیاں
بر سقوطِ ڈھاکہ خوشیوں کے جلائے خوب دیپ
فتحِ اسرائیل پہ خرم جہانِ قادیاں
درپئے پھر توڑنے ہیں ملکِ پاکستان کے
کر رہے ہیں سازشیں خورد و کلانِ قادیاں!

خود کہا محمود نے اول تو بن نہ پائے گا
اور اگر بن ہی گیا یہ خصمِ جانِ قادیاں
توڑ دیں گے اس کو اور بن جائے گا بھارت اکھنڈ
منتقل ربوے سے ہوں گی اُستخوانِ قادیاں
ہیڈ کوارٹر گئے ہیں ربوے سے لندن تو کیوں؟
پوچھتے ہیں طفلک و دُخترزنانِ قادیاں!
صاف ہے اس کا جواب اور واضح ہے اس کا سبب
اب بھی نہ سمجھیں تو تف بر ابلہانِ قادیاں
نُورِ ملکہ نے لیا ہے کھینچ اپنے نُور کو
خاک تک پہنچی خود بخود تا آسمانِ قادیاں
اپنے آقائے ولی نعمت کے دامن میں پناہ
آ رہے ہیں لینے کو سب این و آنِ قادیاں
تُو ہے کیا اور کیا تری اوقات اے گندے ذلیل
نام کے طاہر اے پسرِ بدزبانِ قادیاں
جب سزا نافذ ہوئی مرتد کی پاکستان میں
بھاگیں گے لندن کو سب خوک و خرانِ قادیاں
پہنچنے والی نتیجے منطقی کو ہے یہ زُود!
بلکہ بند ہونے کو ہے بالکل دکانِ قادیاں
لے رہے ہیں پھر سے کروٹ شیر بیشۂ ندیم
لرزہ براندام ہیں پیر و جوانِ قادیاں
ہیں بخاری کا ہوں مصباح اک غلامِ جاں نثار
سامنے آئے کوئی دوزخ مکانِ قادیاں

مرزا غلام رئیس قادیان اور اسکے بارہ نشان

از: مولوی حبیب اللہ امرتسری

مرزائی ٹولے کا بانی مرزا قادیانی ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوا تھا مرزا قادیانی کی ماں کا نام چراغ بی بی تھا (مرزا بشیر احمد ایم اے قادیانی کی کتاب سیرت المہدی حصہ اول صہ ۷) مرزا قادیانی نے مولوی فضل الٰہی صاحب، مولوی فضل احمد صاحب، مولوی گل علی شاہ صاحب سے قرآن مجید، چند فارسی کتابیں صرف کی بعض کتابیں، نحو اور منطق سیکھا اور بعض طبابت کی کتابیں اپنے والد حکیم غلام مرتضٰے سے پڑھیں (کتاب البریہ کے صہ ۱۴۹، ۱۴۸، ۱۵۰ کا حاشیہ) مرزا قادیانی نے مامور من اللہ، مسیح موعود، مثیل مسیح، مہدی موعود، ظلی، بروزی، حارث کرشن اوتار، محدث، مجدد، امام زمان، ابن مریم سے بہتر، نبی اللہ اور رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کیا تھا مرزا قادیانی ۶۹ برس کی عمر پا کر ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو فوت ہوا تھا اس کے جھوٹا ہونے پر میں مرزائی لٹریچر سے ذیل میں عجیب و غریب دلیلیں درج کرتا ہوں۔

مراق اور مرزا قادیانی

اخبار "بدر" قادیان جلد ۲ نمبر ۲۳ مورخہ ۷ جون ۱۹۰۶ء صفحہ ۵ کالم نمبر ۲ اور رسالہ تشحیذ الاذہان جلد نمبر ۱ بابت ماہ جون ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۵ پر لکھا ہے۔

"فرمایا کہ دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی آپ نے فرمایا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی یعنی مراق اور کثرت بول۔"

(۲) اخبار الحکم قادیان جلد ۵ نمبر ۴۰ مورخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۱ء کے صفحہ ۶ کالم نمبر ۱ پر ہے "میرا تو یہ حال ہے کہ باوجود اس کے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ سے مبتلا رہتا ہوں تاہم آج کل کی مصروفیت کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان کے دروازے بند کر کے بڑی بڑی رات تک بیٹھا اس کام کو کرتا رہتا ہوں حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی ہے اور دوران سر کا دورہ زیادہ ہو جاتا ہے تاہم میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا اور اس کام کو کئے جاتا ہوں (نیز دیکھو محمد منظور الٰہی مرزائی کی کتاب منظور الٰہی صہ ۳۴۴)

(۳) رسالہ "ریویو آف ریلیجنز" جلد ۲۴ نمبر ۴ بابت ماہ اپریل ۱۹۲۵ء کے صفحہ ۵۴ پر ہے "حضرت اقدس نے فرمایا مجھے مراق کی بیماری ہے۔"

(۴) رسالہ "ریویو آف ریلیجنز" جلد ۲۵ نمبر ۸ بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء کے صفحہ ۶ پر ہے "حضرت صاحب نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ مجھ کو مراق ہے۔"

(۵) رسالہ "ریویو آف ریلیجنز" جلد ۲۶ نمبر ۵ بابت ماہ مئی ۱۹۲۷ء کے صفحہ پر ہے۔

واضح ہو کہ حضرت صاحب کی تمام تکالیف مثلاً دوران سر، دردسر، کمی خواب، تشنج دل اور بدہضمی اسہال، کثرت پیشاب اور مراق وغیرہ کا صرف ایک ہی باعث تھا اور وہ عصبی کمزوری تھا۔"

(۶) کتاب "اصل بیاض نورالدین" حصہ اول کے صفحہ ۲۱۱ پر لکھا ہے اور مراق مالیخولیا کی ایک شاخ ہے۔

(۷) رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء کے صفحہ ۸ پر ہے۔

"بدہضمی اور اسہال بھی اس مرض میں پائے جاتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس مرض میں تخیل بڑھ جاتا ہے اور مرگی اور ہسٹریا والوں کی طرح مریض کو اپنے جذبات اور خیالات پر قابو نہیں رہتا۔

(۸) رسالہ ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ مئی ۱۹۲۷ء کے صفحہ ۳ پر ہے "نبی میں اجتماع توجہ بالا ارادہ ہوتا ہے جذبات پر قابو ہوتا ہے۔

ہسٹریا (باؤ گولہ) کا دورہ

مرزا قادیانی کے صاحبزادے مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے لکھتے ہیں: "بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی) کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹریا کا دورہ بشیر اول (ہمارا ایک بڑا بھائی ہوتا تھا جو ۱۸۸۸ء میں فوت ہو گیا تھا) کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا۔ رات کو سوتے ہوئے آپ کو اتھو آیا اور پھر اس کے بعد طبیعت خراب ہو گئی مگر یہ دورہ خفیف تھا پھر اس کے کچھ عرصہ بعد آپ ایک دفعہ نماز کے لئے باہر گئے اور جاتے ہوئے فرمانے لگے کہ آج کچھ طبیعت خراب ہے والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ تھوڑی دیر کے بعد شیخ حامد علی نے دروازہ کھٹکھٹایا کہ جلدی پانی کی ایک گاگر گرم کر دو۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں سمجھ گئی کہ حضرت صاحب کی طبیعت خراب ہو گئی ہو گی چنانچہ میں نے کسی ملازم عورت سے کہا کہ اس سے پوچھو کہ میاں کی طبیعت کا کیا حال ہے؟ شیخ حامد علی نے کہا کہ کچھ خراب ہو گئی ہے میں پردہ کرا کر مسجد میں چلی گئی تو آپ لیٹے ہوئے تھے جب میں پاس گئی تو فرمایا کہ میری طبیعت بہت خراب ہو گئی تھی۔ لیکن اب افاقہ ہے میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی ہے اور آسمان تک چلی گئی ہے پھر میں چیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہو گئی۔ والدہ صاحبہ فرماتی

ہیں اس کے بعد آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہو گئے۔

(۲) کتاب سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ ۵۵ پر لکھا ہے "ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹریا ہے بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے"

(۳) کتاب سیرت المہدی کے حصہ اول کے صفحہ ۲۲ پر ہے بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ اوائل میں ایک دفعہ حضرت موعود علیہ السلام کو سخت دورہ پڑا کسی نے مرزا فضل احمد کو بھی اطلاع دے دی اور وہ دوڑا آ گئے۔ پھر ان کے سامنے بھی حضرت صاحب کو دورہ پڑا والدہ صاحبہ فرماتی ہیں اس وقت میں نے دیکھا کہ مرزا سلطان احمد تو آپ کی چارپائی کے پاس خاموشی سے بیٹھے رہے مگر مرزا فضل احمد کے چہرہ پر ایک رنگ آتا تھا اور ایک رنگ جاتا تھا اور وہ کبھی ادھر بھاگتا تھا کبھی اُدھر۔ کبھی اپنی پگڑی اتار کر حضرت صاحب کی ٹانگوں کو باندھتا تھا اور کبھی پاؤں دبانے لگ جاتا تھا اور گھبراہٹ میں اس کے ہاتھ کانپتے تھے۔

(۴) رسالہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۲۵ نمبر ۹ کے صفحہ ۶ پر ہے۔

ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کو ہسٹریا، مالیخولیا، مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعویٰ کی تردید کے لئے پھر کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ یہ ایسی چوٹ ہے جو اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ و بن سے اکھیڑ دیتی ہے۔

سوسو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب کا آنا

کتاب ضمیمہ اربعین نمبر ۳، ۴ صفحہ ۴ پر مرزا قادیانی لکھتا ہے۔

میں ایک دائم المریض آدمی ہوں اور وہ دو زرد چادریں جن کے بارے میں حدیثوں میں ذکر ہے کہ ان دو چادروں میں مسیح نازل ہوگا وہ جو دو زرد چادریں میرے شامل حال ہیں جن کی تعبیر علم تعبیر الرؤیا کی رو سے دو بیماریاں ہیں سو ایک چادر میرے اوپر کے حصہ میں ہے کہ ہمیشہ سردرد اور دوران سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے اور دوسری چادر میرے نیچے کے حصے بدن میں ہے وہ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامن گیر ہے اور بسا اوقات سوسو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔

اسہال (دست)

الف) میاں محمد منظور الہٰی مرزائی کی کتاب منظور الٰہی کے صفحہ ۳۴۸، ۳۴۹ پر بحوالہ اخبار الحکم جلد ۵ نمبر ۴ پر لکھا ہے کہ مرزا قادیانی نے کہا۔

"باوجودیکہ مجھے اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی دفعہ دست آتے ہیں مگر جس وقت بھی پاخانہ کی حاجت ہوتی ہے تو مجھے افسوس ہی ہوتا ہے کہ ابھی کیوں حاجت ہوئی۔

(ب) رسالہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۲۵ نمبر ۵ کے صفحہ پر ہے "یہ تو امر واقع ہے کہ حضرت صاحب کو بدہضمی اسہال اور دوران سر کی عموماً شکایت رہتی تھی"

دوران سر

حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۰۷ سطر ۱۔۲۔۳ میں ہے "ہاں دو مرض میرے لاحق حال ہیں ایک بدن کے اوپر کے حصہ میں اور دوسرے بدن کے نیچے کے حصہ میں دوران سر ہے اور نیچے کے حصہ میں کثرت پیشاب ہے۔

ذیابیطس شکری

کتاب حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۳۶۳، ۳۶۴ پر ہے۔

صرف دوران سر کبھی کبھی ہوتا ہے تا کہ دو زرد رنگ چادروں کی پیشگوئی میں خلل نہ آوے دوسری مرض ذیابیطس تخیناً سے ہے جو مجھے لاحق ہے جیسا کہ اس نشان کا پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے اور ابھی تک بیس دفعہ کے قریب ہر روز پیشاب آتا ہے اور امتحان سے بول میں شکر پائی گئی۔

— — — — —

حافظہ اچھا نہیں

کتاب نسیم دعوت کے صفحہ ۱ کے حاشیے اور رسالہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۲ نمبر ۴ بابت ماہ اپریل ۱۹۰۳ء صفحہ نمبر ۱۵۳ کے حاشیے پر ہے۔

"حافظہ اچھا نہیں یاد نہیں رہا"

مکتوبات احمدیہ جلد ۵ نمبر ۲ صفحہ ۲۱ پر ہے۔

"میرا حافظہ بہت خراب ہے اگر کئی دفعہ کسی کی ملاقات ہو تب بھی بھول جاتا ہوں یاددہانی عمدہ طریقہ ہے حافظہ کی یہ ابتری ہے کہ بیان نہیں کر سکتا۔

مرزا قادیانی کی بیوی کو مراق

اخبار الحکم قادیان جلد ۵ نمبر ۲۹ مورخہ ۱۰ راگست ۱۹۰۱ء کالم ۳ میں ہے۔

"میری بیوی کو مراق کی بیماری ہے کبھی کبھی وہ میرے ساتھ ہوتی ہے کیونکہ طبی اصول کے مطابق اس کے لئے چہل قدمی مفید ہے۔

مرزا قادیانی کے بیٹے کو مراق

رسالہ ریویو آف ریلیجنز جلد ۲۵ نمبر ۸ بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء کے صفحہ ۱۱ پر ہے "حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے فرمایا کہ مجھکو بھی کبھی کبھی مراق کا دورہ ہوتا ہے۔

میاں محمود احمد قادیانی کا اُستاد

اخبار الفضل قادیان مورخہ یکم جنوری ۱۹۳۵ء کے صفحہ ۹ کالم ۳ میں ہے کہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیانی نے فرمایا۔ "گو مثال تو ایک پاگل کی ہے پھر ایسے پاگل کی جو اب فوت ہو چکا ہے اور گو وہ ایک ایسے پاگل کی مثال ہے جو میرا استاد بھی ہے مگر بہرحال اس سے عشق کی حالت نہایت واضح ہو جاتی ہے ایک میرے استاد تھے جو سکول میں پڑھایا کرتے تھے بعد میں وہ نبوت کے مدعی بن گئے ان کا نام مولوی یار محمد تھا۔"

(باقی صـ۱۰ پر)

بزم ختم نبوت

نئے حکمرانوں سے چند گذارشات

از احمد علی قریشی

پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے اور اسی پر اس کی تعمیر کی گئی ہے ہم اور آپ روز بولتے اور پڑھتے ہیں کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ۔ لیکن انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ آج ۴۰ سال سے زیادہ کا عرصہ گذر چکا ہے مگر اس کلمے کے تقاضے پورے ہونے تو درکنار اس کا دسواں حصہ بھی میدان عمل میں نہ آسکا۔ جب بھی کسی دین دار طبقہ نے اس کلمہ کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے قدم اٹھانا چاہا تو اسے پاگل کہہ کر۔۔۔ اور اسے مولویت کا نام دے کر مذاق بنانے کی کوشش کی گئی۔ اور قرآن و سنت کے پیغام کو بلند کرنے والے کی ہر کوشش کو ناکام بنانے کا منظم منصوبہ بنایا جاتا رہا۔

جنرل ضیاء الحق صاحب مرحوم کے دور میں شریعت مطہرہ کے قوانین کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک قدم اٹھایا گیا اور نیک نیتی کے ساتھ اس کے لئے جدوجہد کا آغاز ہوا تھا کہ چند شرپسند اور اعدائے اسلام نے اس کے خلاف شور و غل بپا کر دیا۔ نام نہاد حلقوں کے ذریعہ اس قانون کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی نقلی یورپی خواتین کے ذریعہ شریعت بل کو ظالمانہ اور وحشیانہ کہا گیا تاکہ پاکستان میں اسلامی قوانین کا نفاذ نہ ہو سکے۔

لیکن کچھ مخلص احباب نے اپنی جدوجہد برقرار رکھی اور سینٹ میں شریعت بل منظور کرا لیا۔ ابھی یہ قوانین قومی اسمبلی میں آ ہی رہے تھے تصدیق کے لئے کہ اسمبلی توڑ دی گئی۔ اور شریعت بل کا مسئلہ پھر التوا میں پڑ گیا۔ اب حالت یہ ہے کہ شریعت مطہرہ کے پاک اور مبارک قوانین اس انتظار میں ہیں کہ کب نئی حکومت اس پر غور کرے گی اور کب میدان عمل میں لانے کی زحمت گوارا کرے گی۔

یہ حقیر آپ حضرات سے یہ پوچھنے کی جسارت کرتا ہے کہ شریعت مطہرہ کے قوانین کے ساتھ یہ سلوک انتہائی برا نہیں ہے!؟ اب غور فرمائیے کہ کل قیامت کے دن جب یہ قوانین اللہ اور اس کے پیغمبر ﷺ کے روبرو یہ کہیں گے کہ میں تو ان کے دروازے پر آیا تھا لیکن مجھے بار بار دھتکارا گیا۔ برا بھلا کہا گیا گالیاں تک دی گئیں۔ آج ان سے پوچھئے کہ یہ سب کچھ کس کی خاطر کیا تھا۔۔؟ فرمائیے ہم اور آپ اس کا کیا جواب دیں گے!

یہ ٹھیک ہے کہ کل تک جو بھی حکومت تھی اسے شریعت کے نام سے ہی چڑ تھی وہ تو مغربی اور امریکی طرز معاشرت کو پسند کرتے تھے، ان کے افراد یورپی کلچر و تہذیب کے دلدادہ تھے ان کی تو ہر ممکن کوشش تھی کہ شرعی قوانین کا نفاذ نہ ہو سکے اور اخبارات گواہ ہیں کہ انہوں نے اس کے لئے باقاعدہ مہم چلائی تھی۔

لیکن آج اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکومت عطا کی ہے آپ نے اپنی جماعت کا نام اسلامی جمہوری اتحاد رکھا ہے اس لئے اس نعمت کو نعمت سمجھئے۔ اس کی قدر کیجئے، اس نام کی لاج رکھ کر شریعت بل کا فوری طور پر نفاذ فرمائیے۔

کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم حکومت وزارت، عہدوں کے لالچ میں شریعت بل یعنی شرعی قوانین کے نفاذ میں تاخیر کرتے رہیں۔ اگر خدا نخواستہ ایسا ہوا تو یاد رکھئے اس کا انجام بہت ہی خطرناک اور افسوسناک ہوگا۔ خدا کے ہاں دیر تو ہے مگر اندھیر نہیں۔

اس لئے پہلے مرحلے پر شریعت بل کو نافذ فرمائیے پھر دیکھئے خدائی قوانین کی برکت سے پاکستان اور اہل پاکستان کتنا سکون حاصل کریں گے۔ انشاء اللہ۔

(۲) دوسری گذارش یہ ہے کہ قرآن و سنت کی رو سے کسی عورت کی سربراہی کا کوئی جواز نہیں، اس کی تفصیلات سے آپ حضرات بخوبی واقف ہوں گے۔ اس لئے قومی اسمبلی میں یہ قانون منظور کروا لیجئے کہ آئندہ ایک اسلامی و نظریاتی ملک پاکستان کی سربراہ یا وزیراعظم یا کسی اور عہدہ پر عورت کا کوئی تصور نہ ہوگا۔

(۳) پاکستان کا بہترین دوست سعودی عرب ہے اللہ کے فضل و کرم سے وہاں شرعی قوانین موجود ہیں۔ اسی کی برکات ہیں کہ وہاں جرائم نہ ہونے کے برابر ہیں اور دنیا کے لوگ اس کا اعتراف کرتے ہیں کہ مملکت سعودیہ میں جرائم کی تعداد انتہائی کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے اس کی وجہ صرف خدائی قوانین کا عملی نفاذ ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ پاکستان امن و سکون کا گہوارہ بن جائے اور ہر طرح کے ظلم و ستم، قتل و غارت گری، خون خرابے سے پاک ہو جائے۔ تو پھر آپ کو خدائی قوانین کے مطابق عمل کرنا ہوگا۔ انسانی قوانین کو بہت آزمایا گیا ہے مگر ہر مرتبہ ناکام ہوا۔ اب خدائی قوانین بھی آزما لیجئے پھر مشاہدہ فرمائیے۔

(۴) آپ کو معلوم ہے کہ اس وقت اہل اسلام ایک کٹھن حالات سے دوچار ہیں۔ اور خلیج کے تشویشناک حالات نے ہر مسلمان کو پریشان کر رکھا ہے اعدائے اسلام ان مواقع سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں آپ حضرات کو اللہ تعالیٰ نے موقع عطا فرمایا ہے آگے بڑھئے اور اس اختلاف کو ختم کرنے کی بھرپور کوشش فرمائیے حرمین شریفین کے تحفظ کے لئے آپ نے جو افواج روانہ کی ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عطا فرمائے۔ (آمین)

اللہ کی راہ میں انچاس کروڑ نمازوں کے بارے میں اعتراض کا تحقیقی جواب

(مولوی عبدالسلام)

ایک نماز کا انچاس کروڑ نمازوں کا جتنا ثواب ہے۔ یہ اصل دو حدیثوں کے مجموعے کا حاصل ہے۔ پہلی حدیث ابن ماجہ ابواب الجہاد باب النفقۃ فی سبیل اللہ ص ۲۰۴ سطر نمبر ۹ میں آٹھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے گھر بیٹھے اللہ تعالیٰ کی راہ میں نفقہ بھیج دیا تو اس کو ایک روپے کے عوض سات سو روپے کا ثواب ہوگا۔ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکل کر خرچ کرے گا اس کو ایک روپے کے عوض سات لاکھ روپے کا ثواب

ملے گا۔

دوسری حدیث ابو داؤد کتاب الجہاد باب فی تضعیف الذکر صفحہ ۳۴۴ سطر نمبر ۹ میں موجود ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں نماز، روزہ اور ذکر کا ثواب انفاق فی سبیل اللہ کے نسبت سات سو گنا زیادہ ہے۔ پہلی حدیث ایک روپے کا اجر سات لاکھ گنا ملنے کی خبر ہے جبکہ دوسری حدیث کے مطابق اللہ کی راہ میں نماز، روزہ اور ذکر کا ثواب مذکورہ ثواب کا سات سو گنا بتایا گیا ہے۔ اور سات لاکھ کا سات سو سے ضرب دینے سے انچاس کروڑ بنتا ہے ۷۰۰ × ۷۰۰۰۰۰ = ۴۹۰۰۰۰۰۰۰۔

واللہ یضاعف لمن یشاء۔

۱:۔ ھٰذا باب من خرج فی سبیل اللہ، حدثنا ھارون بن عبد اللہ الحمال حدثنا ابن ابی فدیک عن الخلیل بن عبد اللہ عن الحسن بن علی عن ابی الدرداء وابی ھریرۃ وابی امامۃ الباھلی وعبد اللہ بن عمر وجابر بن عبد اللہ وعمران بن الحصین کلھم یحدث عن النبی انہ قال من ارسل بنفقۃ فی سبیل اللہ واقام فی بیتہ فلہ بکل درھم سبع مائۃ درھم الحدیث، ثم تلا ھذہ الایۃ۔ واللہ یضاعف لمن یشاء۔ کذا فی ابن ماجہ، باب الجہاد، باب فضل النفقۃ فی سبیل اللہ، صفحہ ۲۰۲ سطر نمبر ۹۔

۲:۔ حدثنا احمد بن عمرو بن السرح حدثنا ابن وھب عن یحیٰی بن ایوب وسعید بن ابی ایوب عن زبان بن فائد عن سھل بن معاذ عن ابیہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان الصلوۃ والصیام والذکر یضاعف علی النفقۃ فی سبیل اللہ عزوجل بسبع مائۃ ضعف۔ ابو داؤد، کتاب الجہاد باب فی تضعیف الذکر فی سبیل اللہ عزوجل، صفحہ ۳۴۴ سطر نمبر ۹۔

تصوف یہ ہے!

محمد حاجی لمبا گھاٹ ——— کراچی

وہ ذرا سی بات جو حاصل ہے تصوف کا یہ ہے کہ جس طاعت میں سستی ہو، سستی کا مقابلہ کر کے اس طاعت کو کرے، اور جس گناہ کا تقاضا ہو، تقاضے کا مقابلہ کر کے اس گناہ سے بچے جس کو یہ بات حاصل ہو گئی، اس کو پھر کچھ بھی ضرورت نہیں

کیونکہ یہی بات تعلق مع اللہ پیدا کرنے والی ہے۔

اور یہی اس کی محافظ ہے

اور یہی اس کو بڑھانے والی ہے۔

(حکیم الامت حضرت تھانویؒ)

ختم نبوت
——— زندہ باد ———

رانا محمد ارشد ——— پیپلاں میانوالی

آپ کا رسالہ ختم نبوت پھولوں کی طرح خوشبو سے معطر اور چودھویں رات کی طرح چمکتا ہوا تھا۔ جسے پڑھ کر ایسا محسوس ہوا جیسے ہرے بھرے باغ میں بہار آگئی۔ یوں معلوم ہوتا ہے باغ میں پانی کی نہریں جاری ہو گئیں جوں جوں رسالہ کا مطالعہ کیا۔

الحمدللہ رسالہ کو ہر اعتبار سے معیاری پایا۔

اللہ تعالیٰ سے دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہفت روزہ ختم نبوت کو دن دگنی اور رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ (آمین)

میری تمام مسلمانوں سے دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ ہفت روزہ ختم نبوت کا باقاعدگی سے مطالعہ کریں اور زیادہ سے زیادہ خریدار بنیں۔

اسمبلیوں میں علماء کی آواز کم ہو گئی؟

محمد احسان رانا کوروڑ لعل عیسن

جمعیت علماء اسلام حق گو علماء کی تنظیم ہے جس کی ایک سنہری تاریخ ہے وطن کی آزادی اور برصغیر سے مغربی سامراج کو نکالنے کے لئے علماء حق نے جو قربانیاں دی ہیں ان کی مثال بہت کم ملے گی۔ تقسیم ملک کے بعد بھی جمعیت علماء اسلام نے تاریخ ساز کارنامے انجام دیئے ہیں عائلی قوانین کے خلاف جدوجہد، رویت ہلال کا مسئلہ، ۱۹۷۳ء کے آئین میں مسلمانوں کی جامع مانع تعریف شامل کرانا، تحریک ختم نبوت اور مفکر مولانا مفتی محمودؒ کے وزارت اعلیٰ کا منصب سنبھالنے کے بعد شراب پر پابندی، دفاتر میں نماز کی پابندی، پردے کا حکم الغرض ایسے بہت سے کارنامے ہیں جن کا سہرا جمعیت علماء اسلام کے سر بندھتا ہے۔ لیکن بدقسمتی سے اب اس سنہری تاریخ رکھنے والی جمعیت علماء اسلام کو نہ جانے کس کی نظر لگ گئی۔ اور کس خفیہ ہاتھ کی سازش کا شکار ہو گئی کہ اب اس کے دو دھڑے ہیں ایک مرتبہ تو اتحاد و اتفاق کی ... ہوا ہے لیکن دوسرے ... تفصیل ... ایک بار تب دکھا دیتا ہے اور عوام کے دلوں میں اتحاد و اتفاق جو آرزوئیں ہیں ان پر پانی پھر جاتا ہے۔

ہمارے دونوں بزرگ اور قابل احترام ہیں اسی لئے کسی کے بارے میں ہم کوئی ایسا لفظ نکالنا نہیں چاہتے جس سے ان کی توہین یا گستاخی کا پہلو نکلتا ہو۔ البتہ اتنی گذارش ضرور کریں گے کہ جمعیت کے موجودہ انتشار نے موجودہ الیکشن میں اتنی خطرناک صورت اختیار کر لی ہے کہ ایک ہی سیٹ پر دونوں دھڑوں کے امیدوار مقابلے پر آگئے۔ جس کا نتیجہ سب کے سامنے ہے کہ اس مرتبہ اسمبلیوں میں علماء کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہو گئی ہیں ہم ان کا دل سے احترام کرتے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ وہ اپنی حیثیت و استطاعت کے مطابق حق کی آواز بلند کریں گے۔ لیکن اس کے باوجود ان میں کوئی مفتی محمودؒ اور کوئی غلام غوث ہزارویؒ نہیں کہ دس منٹ اور بیس منٹ کی تقریر میں ہی پوری اسمبلی کو اپنا ہمنوا بنا لیں یہ دراصل اتحاد و اتفاق کی برکات تھیں لیکن اب یہ اتحاد و اتفاق ناپید ہے جس کی وجہ جمعیت کی دھڑے بندی ہے اب اسمبلی میں اس طرح حق کی آواز بلند نہ ہو سکے گی جس طرح پہلے ہوتی تھی میں اللہ کا واسطہ دے کر جمعیت کے دونوں دھڑوں سے دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ وہ وقت کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے ایک اسٹیج پر جمع ہو جائیں اور اسلاف کی پالیسی سے اپنا تعلق جوڑیں اسی میں اسلام اور ملک کا فائدہ ہے۔

امرود ایک عام اور مشہور پھل ہے یہ غذائیت سے بھرپور اور نہایت خوشبودار اور لذیذ پھلوں میں شمار ہوتا ہے اور واحد پھل ہے جو سال میں دو دفعہ ہوتا ہے سردیوں میں بھی گرمیوں میں بھی مگر اتنا لطیف اور نازک

ہوتا ہے کہ زیادہ دیر تک پڑا رہنے سے اس میں تعفن پیدا ہو کر کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں اس لئے اکثر لوگ اسے گرمیوں میں زیادہ پسند نہیں کرتے کیونکہ گرمیوں میں عموماً پیاس زیادہ لگتی ہے اور امرود کھا کر اوپر سے پانی پی لیا جائے یا کسی اور قسم کا مشروب نوش کر لیا جائے تو گویا یہ عمل تو پیٹ درد یا پیچش کو دعوت دینے کے مترادف ہے سردیوں میں امرود زیادہ پیدا ہوتا ہے اور نسبتاً لذیذ اور میٹھا بھی ہوتا ہے اور زیادہ دیر تک رکھا جا سکتا ہے امرود کے باغات خود لگائے جاتے ہیں اور ہند و پاک کے بہت سے علاقوں میں با آسانی پیدا ہوتا ہے امرود پکا ہوا اور تازہ کھانا چاہئے باسی امرود معدے اور آنتوں کی بہت سی بیماریوں کا موجب بنتا ہے خاص طور پر امرود کھا کر لسی یا پانی وغیرہ نہیں پینا چاہئے۔ امرود کا مزاج سرد و تر ہے بعض کے نزدیک معتدل بہ حرارت ہے۔

امرود اور قبض

امرود ملین تاثیر بھی رکھتا ہے معدہ اور آنتوں کی خشکی کو زائل کرتا ہے اور غذا کو ہضم کرنے میں معاون معدہ کا کام دیتا ہے اگر کھانے کے بعد نرم اور پختہ تازہ امرود کھایا جائے تو قبض کو دور کرتا ہے اور معدہ کو تقویت دیتا ہے نمک اور کالی مرچ لگا کر کھانا چاہئے۔

امرود اور ضعفِ قلب

ضعف قلب میں امرود نہایت مفید ہے اور دل کو تقویت دیتا ہے اور فرحت بخش ہے جن لوگوں کو خفقان اور گھبراہٹ بے چینی کی شکایت ہو ان کے لئے یہ ایک بہترین غذا ہے سر کے درد اور چکر آنے میں بھی مفید ہے تبخیر معدہ اور دل کی گھبراہٹ کو دور کرتا ہے۔

امرود اور پیٹ کے کیڑے

امرود کے بیجوں میں اللہ تعالیٰ نے یہ تاثیر رکھی ہے کہ ان سے پیٹ اور آنتوں کے کیڑے اور سوزش دور ہوتی ہے بلکہ کیڑے خود بخود نکلنے لگتے ہیں امرود کے بیجوں کو فضول سمجھ کر ضائع نہیں کر دینا چاہئے انہیں استعمال کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ امرود کو دھو کر بیجوں سمیت کھانا چاہئے۔

دانتوں کو مضبوط کرنے اور مسوڑھوں سے خون آنے کو روکنے کا آسان طریقہ

امرود مسوڑھوں کے ورم اور سوجن کو رفع کرتا ہے اور مسوڑھوں سے خون آنے سے روکتا ہے اگر باقاعدہ طور پر کچھ دن امرود بلا ناغہ کھایا جائے مگر کھانے کے بعد اور بقدر ہضم تو دانتوں کی مضبوطی کے ساتھ ساتھ مسوڑھوں کے خون کو بند کرنے کا موجب بنتا ہے اس

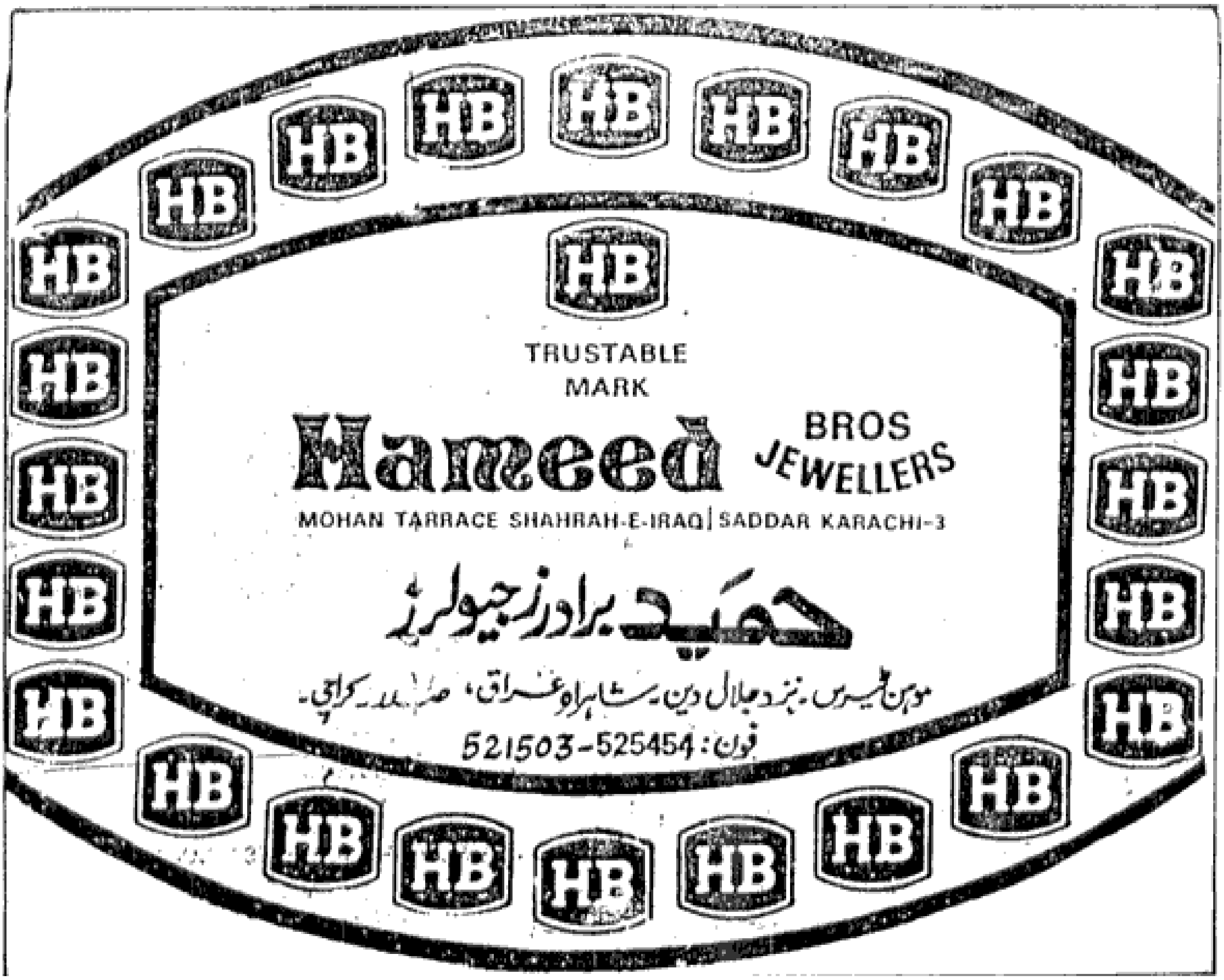

مقعد کے لئے امرود کے درخت کی چھال نہایت مفید ہے۔

درخت امرود کی چھال ۲ تولہ کو تقریباً ڈیڑھ پاؤ پانی میں بھگو دیں اور صبح کا بھگویا ہوا شام کو اور شام کو بھگویا صبح کے وقت استعمال میں لائیں اسی پانی سے کلی اور غرغرہ کریں چند دن کے استعمال سے دانت اور مسوڑھے مضبوط ہو جاتے ہیں۔

امرود اور کانچ کا نکلنا

بچوں کا یہ ایک ایسا مرض ہے جس میں پاخانہ کرتے وقت بچے کی مقعد کا کچھ حصہ باہر نکل آتا ہو اس کو خروج مقعد یا کانچ کا نکلنا بھی کہتے ہیں۔

پوست امرود کو سائے میں خشک کرلیں اور باریک پیس کر رکھ لیں جب بچے کی کانچ نکلے تو یہ پوڈر یا سفوف اوپر چھڑک کر انگلی کی مدد سے کانچ کو اندر کر دیں چند دن تک مرض دور ہو جائے گا۔

امرود اور اسہال

امرود کے تازہ پتے سائے میں خشک کر کے باریک پیس لیں یہ سفوف بمقدار خوراک ایک ماشہ صبح دوپہر شام کی انے سے دست اور اسہال دور ہو جاتے ہیں

امرود ہاضم، قبض کشا اور مفرح، مقوی معدہ ہونے کے ساتھ ساتھ بھوک بھی لگاتا ہے گول امرود کی بجائے بیضوی امرود خوشبو اثر اور ذائقہ کے لحاظ سے بہتر ہوتا ہے۔

امرود اور کھانسی

"تازہ اور پکا ہوا ٹھوس امرود لے کر گوندھے ہوئے آٹے میں لپیٹ کر کچھ دیر آگ میں دبا دیں اور جب آٹا سرخ ہو جائے تو نکال کر امرود کھالیں چند روز استعمال کرنے سے گلے کی خرابی سانس کی نالیوں اور کالی کھانسی کا مجرب علاج ہے۔

○○□○○

تعارف و تبصرہ

تبصرہ کیلئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے (ادارہ)

جہاد افغانستان اور فتح مبین

ترتیب تالیف مولانا حافظ مشتاق احمد عباسی۔

صفحات ۲۴۰ ہدیہ ۳۳ روپے

ملنے کا پتہ:۔ ادارہ صدیقیہ ترد حسین ٹری سٹور نگار ٹرین ویٹ نشتر روڈ کراچی نمبر ۳۔

اسلام کے چند احکام رحمت ہیں ان میں ایک عظیم حکم جہاد ہے جہاد اسلام کی عظمت ہے جہاد میں مسلمانوں کا عروج ہے ترک جہاد سے مسلمانوں پر ذلت و رسوائی آتی ہے حضور کا ارشاد گرامی ہے جہاد قیامت تک جاری رہے گا جنت تلواروں کے سائے تلے ہے آج سے گیارہ سال پہلے ایک مغرور طاقت روس نے افغانستان میں اپنی فوجیں داخل کیں اور مسلمانوں کا قتل عام شروع کیا۔ مساجد و مدارس منہدم کرنے شروع کر دیئے عزتیں عصمتیں پامال کیں۔ روس کی درندگی کے خلاف اللہ کے سپاہی کھڑے ہو گئے اور اس کے خلاف جہاد شروع کر دیا۔ یہ مجاہد بے سرو سامان تھے مگر ایمان سے معمور تھے۔ اللہ کی مدد و نصرت قدم قدم پر ان کے ساتھ تھی۔ دنیا نے دیکھا کہ سپر پاور کی دعویدار طاقت شکست کا داغ لے کر افغانستان سے نکل گئی۔ اس کتاب میں مولانا عباسی نے مجاہدین کے ساتھ اللہ کی امداد و نصرت، شہداء کی کرامات اور حیران کن واقعات جمع کر دیئے ہیں۔ مولانا خود بھی چونکہ جہاد میں شرکت کر چکے ہیں اس لئے وہ عینی گواہ ہیں اس کتاب کے پڑھنے سے ایمان تازہ ہوتا ہے روحانی ترقی ہوتی ہے کاغذ ٹائٹل بہترین ہے قیمت بالکل کم رکھی گئی ہے امید ہے جملہ مسلمان اس کتاب کو پڑھ کر مستفید ہوں گے

> **قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے**
>
> (علامہ اقبالؒ)

بقیہ: بارہ نشان

نتیجہ

(۱) مرزا قادیانی ایک دائم المریض آدمی تھا (۲) اس کو مرض مراق تھا (۳) ہسٹریا کا دورہ پڑتا تھا (۴) اس کو درد سر تھا (۵) دوران سر تھا (۶) کمی خواب (۷) تشنج دل (۸) اسہال (۹) کثرت پیشاب (۱۰) ہاضمہ خراب تھا (۱۱) حافظہ خراب تھا (۱۲) مرض ضعف دماغ (فتح اسلام صر ۲۷)

اگر کوئی مرزائی کہے کہ قرآن شریف میں آیا ہے کہ خدا کے نبیوں اور رسولوں کو ان کے مخالفوں نے مجنون ساحر شاعر کہا تھا تو جواب یہ ہے کہ

"قرآن شریف یا کسی صحیح حدیث نبویؐ یا موقوف روایت میں یہ نہیں آیا کہ خدا کے کسی نبی و رسول نے خود اقرار کیا کہ مجھے مراق کی بیماری ہے یا باؤ گولہ مرض کا دورہ پڑا تھا یہ بات یاد رکھو کہ قرآن مجید میں ہے کہ خدا کے نبیوں اور رسولوں پر دشمنوں نے طعن کیا لیکن کسی نبی اور رسولؐ نے خود اقرار نہیں کیا۔ مرزا غلام احمد رئیس قادیان نے باوجود مدعی نبوت و رسالت ہونے کے خود تسلیم کیا ہے کہ مجھے مراق کی بیماری ہے اور حافظہ اچھا نہیں ہے اگر کوئی مرزائی کہے کہ مرض مراق اور ہسٹیریا نبوت اور رسالت کے کیوں منافی ہیں تو جواب یہ ہے کہ خدا کے رسول اور نبی کا دماغ اعلیٰ ہوتا ہے حافظہ عمدہ ہوتا ہے خدا کے نبی اور رسول کو مرض جنون، مالیخولیا، مرگی، سودا، مراق اور باؤ گولہ (ہسٹیریا) نہیں ہو سکتا ہے نہ ہوتا ہے۔ کیونکہ ان مرضوں میں مریض کو اپنے جذبات اور خیالات پر قابو نہیں رہتا ہے مریض کا حافظہ اچھا نہیں ہوتا ہے اگر کوئی مرزائی کہے کہ ہسٹیریا (باد گولہ) تو عورتوں کو ہوا کرتا ہے تو جواب یہ ہے کہ حکیم ڈاکٹر غلام جیلانی مرحوم کی کتاب "مخزن حکمت" جلد دوم کے صر ۹۹۹ پر زیر مرض ہسٹیریا لکھا ہے یہ مرض عموماً عورتوں کو ہوا کرتا ہے اگرچہ شاذ و نادر مرد بھی اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

بقیہ: سیدنا فاروق اعظمؓ

بڑا نشان ہے ایک میں سکندر ذوالقرنین اپنی ملک گیری جہاں ستانی، لشکر اکٹھا کرنے اور اپنے دشمنوں کے خلاف لڑانے اور مجتمع کرنے کی تمام صلاحیتوں کے ساتھ دوسرے میں نوشیرواں اپنی نرمی و الطاف، جود و سخا اور عدل گستری کے ساتھ

راگرچہ حضرت فاروقؓ کے فضائل کے موازنہ میں نوشیرواں کا ذکر سوءادب ہے)

(بحوالہ الفاروق ۔ شبلی نعمانی)

بقیہ : آپ کے مسائل

لئے کہا گیا ہے ۔ میں نے ایک صاحب سے یہ سنا ہے کہ اگر ایک عورت پردہ نہیں کرتی تو اگر مثلاً وہ آپ سے مسئلہ پوچھنے آپ کے دفتر میں یا اسی طرح کسی دکاندار کے پاس سودا لینے جاتی ہے تو ان تمام صورتوں میں مرد بلا جھجک اسکو مسئلہ بتا سکتا ہے اور اسی طرح دکان دار اسکو سودا کپڑا وغیرہ بیچ سکتا ہے اگر آمنے سامنے اور چہرہ دیکھنا یعنی چہرہ دیکھ کر بھی بات کی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ پردہ کا حکم تو عورتوں کو ہے نہ کہ مرد حضرات کو ۔ لہٰذا اب اگر وہ پردہ نہیں کرتی ہیں گناہ عورتوں پر ہوگا نہ کہ مردوں پر ۔

ج:۔ جو عورتیں پردہ نہیں کرتیں مردوں کو ان کی طرف دیکھنا جائز نہیں ۔ بلکہ ان پر لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو قلب و نظر کی حفاظت کریں ۔

چند مسائل

شبیر اسحٰق ــــــ کراچی

۱:۔ مونچھیں کتروانا افضل ہے یا منڈوانا ؟

۲:۔ ہونٹوں کے نیچے جو حصہ داڑھی کا ہے جسے بچہ داڑھی کہتے ہیں کیا اسے کتروا یا منڈوا سکتے ہیں اور بعض حضرات ہونٹوں کے نیچے کا حصہ کافی حد تک منڈھواتے ہیں ۔

۳:۔ بعض حضرات سیاہ خضاب بالوں میں اور داڑھی میں لگاتے ہیں اور دلیل یہ کہتے ہیں کہ ہماری بیوی کسی اور طرف مائل نہ ہو اسلئے خضاب لگاتے ہیں ۔

۴:۔ بالوں اور داڑھی میں مہندی (حنا) لگانا سنت ہے؟

۵:۔ چہرے پر داڑھی کی حد کہاں سے کہاں تک ہے ؟ ۔

ج:۔ ۱: دونوں برابر ہیں

۲:۔ اس کا کترنا بدعت اور ناجائز ہے ۔

۳:۔ سیاہ خضاب مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے ۔

۴:۔ جی ہاں! سنت ہے ۔

۵:۔ ڈاڑھ پر اگنے والے بالوں کو داڑھی کہا جاتا ہے ۔

بقیہ : سفر طائف

سے جبراً کھڑا کر دیتے ہیں ۔

لیکن پھر پتھروں کی بوچھاڑ ہو جاتی ہے سنگدلوں کے پتھر یوں برستے رہے آپ بیٹھتے ہیں تو جبراً کھڑے کر دیے جاتے ہیں کھڑے ہوتے ہیں تو چلنے پر مجبور کر دیئے جاتے ہیں ۔

چلتے ہیں تو پتھروں کی بوچھاڑ پھر راستہ روک لیتی ہے ظلم کی انتہا تھی جس مقدس وجود کے صدقے پوری کائنات کو قیام کی کار نیٹ ملی اس سرور دو عالم کو کائنات کے سنگدل لوگ دشمنی مسافرانہ حالت میں بھی اللہ کی وسیع زمین پر بیٹھنے نہیں دیتے چند لمحے آرام لینا بھی گوارا نہیں کرتے حضرت صادق الامین زخمی حالت لیے چو طرفہ پتھروں کی بارش میں بھی اللہ کی وحدانیت اپنی رسالت کی بھی گواہی دینے میں مصروف نظر آتے ہیں ۔

تاجدار ختم نبوت آخر بچتے بچاتے اپنی لہولہان حالت لیے طائف سے باہر تشریف لے آتے ہیں مگر شہر طائف کے ہر جائی لوگ پھر بھی تین میل متواتر پیچھا کرتے ہیں نبیٔ آخر الزمان ایک جگہ قیام فرماتے ہیں تو پہاڑوں کے فرشتوں کے سردار ملک الجبال حاضر خدمت ہو کر عرض کرتے ہیں محبوب خدا میں پہاڑوں کے فرشتوں کا سردار ہوں آپ حکم فرمائیں تو آپ کے خون اقدس کے ایک ایک قطرے کا حساب لیا جائے اللہ کے آخری رسول حکم فرمائیں تو وادیٔ طائف کے دونوں اطراف کے پہاڑوں کو آپس میں ٹکرا دوں تاکہ یہ ظالم لوگ جنہوں نے آپ کو جسمانی و ذہنی اذیتیں پہنچائیں ان پہاڑوں کی ضربات میں پس کر رہ جائیں ۔

رحمۃ للعالمین کی کرم نوازی کا مزید ظہور ہوتا ہے آپ نے فرمایا اے ملک میں کائنات کے لیے زحمت نہیں رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں میں اپنے مالک خالق سے امید رکھتا ہوں کہ یہ لوگ نہیں ان کی نسلیں تو ہدایت یافتہ ہوں گی ۔

بقیہ : امن و عافیت کا پیغام

ہے اور جس کے معنی ہی امن و عافیت ہیں ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل شدہ اور ان کے ہاتھوں مکمل شدہ دین کا نام ہے ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے ۔

(المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہٖ)

یعنی مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں ۔ یعنی مسلمان کا کام ہے ، امن و عافیت کا قیام ۔ ترجمان اسلام شیخ سعدیؒ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام کو یوں بیان کرتے ہیں ۔

بنی آدم اعضائے یک دیگر اند
کہ از آفرینش ز یک جوہر اند
چوں عضوے بدرد آورد روزگار
دگر عضوہا را نماند قرار

یعنی اسلام ہی کی تعلیمات اس تمثیل میں یوں بیان کی گئی ہیں کہ تمام بنی آدم کی مثال ایک ہی جسم کے اعضاء کی مانند ہے ۔ کیونکہ سبھی آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں ۔ چنانچہ جب ایک عضو کو تکلیف پہنچتی ہے تو دوسرے اعضاء بھی بے قرار ہو جاتے ہیں ۔ یعنی اسلام کی تعلیمات میں عالمگیریت ہے ۔ مسلمان تو مسلمان ، غیر مسلم بھی اسلام کے نزدیک بحیثیت انسان واجب التعظیم ہیں اور مسلمان کا یہ فرض ہے کہ بالادستی کی صورت میں ان کے امن و عافیت کا خیال رکھے ۔

حجۃ الوداع کے موقع پر آپ نے جو آخری خطبہ دیا ۔ اس میں نہ صرف مسلمانوں کے لئے اسلام پر قائم رہتے ہوئے کامیاب زندگی کی تلقین کی گئی ہے ، بلکہ تمام برائیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے آپ نے امن و عافیت کی زندگی گزارنے کا صحیح راستہ بتا دیا ہے اور اگر اس خطبہ پر آج اقوام عالم عمل کریں تو دنیا سے جنگ و جدل و خصومت کے بادل چھٹ جائیں اور امن و عافیت اور سکون کی زندگی انسان کو میسر ہو ۔

مستقل طور سے امن و عافیت کی زندگی گزارنے کے لئے اتحاد اور قوت کا صحیح استعمال لابدی ہے ۔ اس لئے سیرت طیبہ اس ارشاد ربانی کا عملی نمونہ پیش کرتی ہے کہ ۔

(واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا)

(اور سب مل کر اللہ کی رسی یعنی قرآن مجید کو مضبوطی سے تھام لو اور گروہ بندی نہ کرو)

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو امن و سکون اور اتفاق و اتحاد کی نعمت سے مالا مال کرے ۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وتب علینا انک انت التواب الرحیم

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۔

KHATME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160

ہوشیار

ہوشیار

قادیانیوں نے خواتین میں اپنا ارتدادی زہر پھیلانے کے لیے ایک ماہنامہ "مسرت ڈائجسٹ" کے نام سے گذشتہ پانچ سالوں سے شائع کرنا شروع کیا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اس کا نوٹس لیا ہے اور وقتاً فوقتاً حکومت سے بھی مطالبہ کیا جاتا رہا ہے کہ اس پر پابندی لگائی جائے لیکن ابھی تک حکومت اس سلسلے میں خاموش ہے۔

یہ ڈائجسٹ نہ صرف فحاشی پھیلا رہا ہے بلکہ ڈائجسٹ کی آڑ میں قادیانیت کی تبلیغ کر رہا ہے۔

لہذا ہم پاکستان کے تمام مسلمانوں سے گزارش کرتے ہیں کہ اس ڈائجسٹ کو ہرگز نہ خریدیں اور کارکنان ختم نبوت اپنے اپنے علاقوں میں اس پر نظر رکھیں اور لوگوں کو آگاہ کریں۔

منجانب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

غیرتِ ایمانی کا تقاضا

قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ

قادیانی، اسلام اور ملک کے دشمن ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کا رشتہ حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے کاٹ کر مسیح پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی سے جوڑ دیا جائے۔ ہر قادیانی چاہے وہ ملازم ہو، دوکاندار ہو، تاجر ہو یا کسی بھی پیشے سے متعلق ہو وہ سب سے پہلے اپنی جماعت کا وفادار ہوتا ہے بعد میں کسی اور کا۔

یاد رکھیئے!

ہر قادیانی اپنی آمد کا دس فیصد اپنے مرکز میں جمع کراتا ہے اور اسی رقم کو قادیانی مسلمانوں کو مرتد بنانے میں استعمال کرتے ہیں۔ اگر آپ قادیانیوں کے ساتھ کاروبار کرتے ہیں اور لین دین کرتے ہیں تو گویا مسلمانوں کو مرتد بنانے میں آپ بالواسطہ حصہ لے رہے ہیں۔

لہذا!

غیرت ایمانی کا تقاضا ہے کہ تمام مسلمان قادیانیوں سے مکمل بائیکاٹ کریں۔ اپنے اپنے علاقہ میں مسلمانوں کو قادیانیوں کی دوکانوں اور ان کے کاروباری اداروں سے آگاہ کریں اور مسلمانوں کو قادیانیت کی حقیقت سے آگاہ کریں اور انہیں قادیانیوں سے بائیکاٹ کی ترغیب دیں۔

آپ بھی اپنے علاقے میں قادیانی دکانداروں، اداروں اور فیکٹریوں وغیرہ کے پتے ہمیں ارسال کریں۔
لیکن یہ بات یاد رکھیں کہ ان کا قادیانی ہونا مصدقہ ہونا چاہیے۔